

نوائیدرکنی

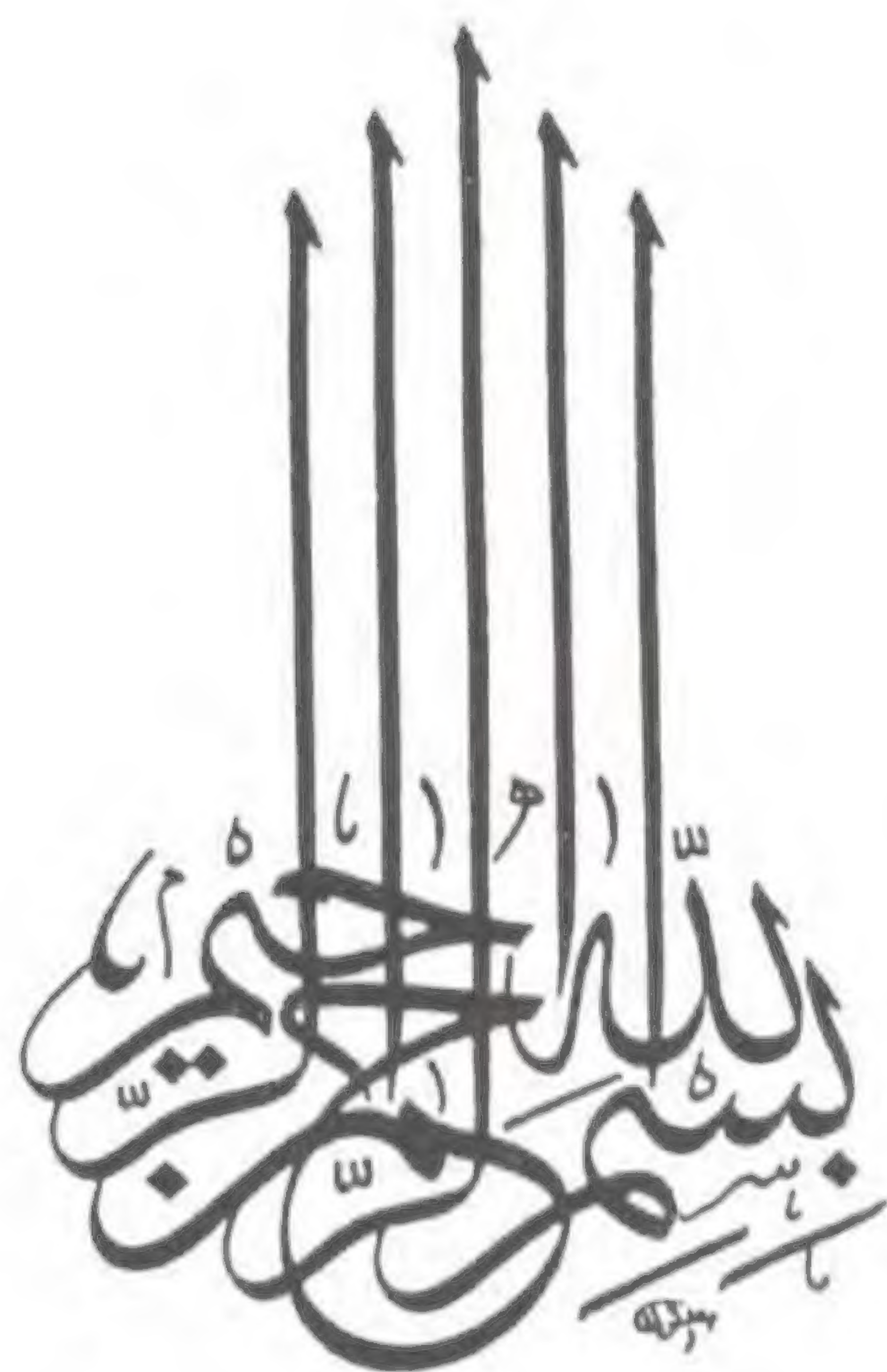
مکتوبات حضرت مشرف الحق والدین احمد کبلی مینرم

آئینہ

سید غلام صمدانی نقوی



سیرت فاؤنڈیشن • لاہور



فوائد رکنی

فوائد رکنی

مکتوبات حضرت رشرف الحق والدین احمد یحییٰ منیریؒ

ترجمہ :-

سید غلام صمدانی نقوی



سیرت فائڈیشن

۸۵۵۔ این۔ سمن آباد ۵ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۰۸ء


نہراقبال قریشی

نے سیرت فاؤنڈیشن، لاہور

سے شائع کیا

تعداد : پانچ سو

طابع : ایس پنجاب پرنٹرز، لاہور

قیمت :  روپے

تقسیم کار:

المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور

دربار بک شاپ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور ﴿﴾ ضیاء القرآن اردو بازار، لاہور

ضیاء القرآن، انفعال سنٹر، اردو بازار، کراچی

نظامی کتب خانہ، دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، پاکپتن شریف

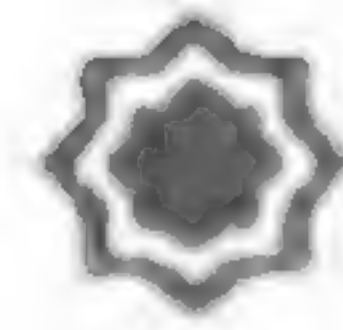
اسلامک بک کارپوریشن، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

کشمیر بک ڈپو، تلا گنگ روڈ، چکوال ﴿﴾ منیب لاء بک ہاؤس، ۱- ٹرنر روڈ، لاہور

انتساب

پاکستان میں اسلام اور اسلامی تصوف
کے موضوع پر معیاری کتب کی اشاعت کے لئے
الحاج محمد ارشد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، بانی تصوف فاؤنڈیشن، لاہور
کا نام ہمیشہ محترم رہے گا۔
سیرت فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کردہ یہ سلسلہ کتب ان کی یاد سے وابستہ ہے۔



سیرت فاؤنڈیشن کی تمام مطبوعات کی اشاعت میں

خصوصی معاونت کے لئے ادارہ

محترم جناب سردار محمد فیصل خان چشتی صاحب

کا بے حد ممنون ہے۔



فہرست مندرجات

صفحہ	مندرجات	پیش لفظ	
۹		پیش لفظ	۱
۱۷		تعارف	۲
۱۹		فائدہ (۱) عشق و محبت فرض ہے۔	۳
۲۲		کشتی عشق کا ملاح عنایت حق کے سوا کوئی نہیں۔	۴
۲۶		ہر ایک اپنی نیت کے مطابق محسوس ہوگا۔	۵
۳۱		طلب حق سے زیادہ کوئی اور چیز تم پر فرض نہیں۔	۶
۳۲		دنیا جائے تدار و آرام نہیں۔	۷
۳۹		گناہ کرنا اور توبہ کرنا آدم اور ان کے فرزندوں کا کام ہے۔	۸
۴۲		تجربہ و تفرید مرید کے لیے شرط راہ ہے۔	۹
۴۶		بشر خلاصہ موجودات اور زبدہ مخلوقات ہے۔	۱۰
۵۲		توبہ کے مقام کا درست کرنا ہمت کا رستہ ہے۔	۱۱
۵۵		درویشی اور سکینی راحت تمام ہے کہ دنیا کے فتنوں اور اہل دنیا کی بلاؤں سے محفوظ ہے۔	۱۲
۵۷		مرید کو ابو بکر صدیق کی طرح اور پیر کو محمد مصطفیٰ کی طرح ہونا چاہیے۔	۱۳

مندرجات

صفحہ

- ۱۲ ۱۴ فائدہ (۱۲) دنیا بڑی مکار، بے وفا اور بوقلموں ہے۔ ۶۲
- ۱۵ ۱۵ خالق میں نیک نامی منافقت کی علامت ہے۔ ۷۴
- ۱۶ ۱۶ مشائخ کے کلمات روتے زمین پر خدا کا شکر ہیں۔ ۷۷
- ۱۷ ۱۷ صاحبانِ ہمت اور طالبانِ حق کون و مکاں کے اسیر نہیں۔ ۸۳
- ۱۸ ۱۸ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ ۸۵
- ۱۹ ۱۹ اولیاء اللہ میں تین سوچھپن ایسے ہیں جو ہمیشہ عالم سیر میں رہتے ہیں۔ ۸۹
- ۲۰ ۲۰ سالک جب تک عالمِ ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت سے نہیں گذرنا مقصود کو نہیں پاتا۔ ۹۲
- ۲۱ ۲۱ عربی عبارات کی فہرست اور ان کا ترجمہ۔ ۲۱

پیش لفظ

(از سید محمد ابوصالح جابجیری فردوسی ابدی)

سید محمد اسماعیل شیخ پوری غفر اللہ عنہ و ستر اللہ عنہ

کتاب کا تعارف | فواید رکنی حضرت شیخ شرف الحق والدین احمدیجے منیری قدس
سیرۃ العزیز کے نصائح اور ارشادات کا مجموعہ ہیں۔ حضرت مخدومؒ کے ایک مرید خاص
حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج کا ارادہ کیا تو اپنے پیر و مرشد سے درخواست کی کہ
انہیں کچھ ہدایات و ارشادات عطا ہوں کہ زادِ سفر اور رہبرِ حضر ہوں۔ حضرت مخدومؒ نے
سلوک و معرفت کے اٹھارہ عنوانات کے تحت اپنے نصائح اور ارشادات سے مرید کو
نوازا۔ یہ ارشادات ”فواید رکنی“ کے نام سے ایک رسالے کی شکل میں مرتب کر دیئے گئے۔
ان فواید کی تدوین جیسا کہ تمہید سے ظاہر ہے حضرت مخدوم جہاں نے خود ہی
فرمائی تھی۔ اس لیے ان کی صحت میں کلام نہیں۔ بہرچند کہ اس تسلی نسخے میں صاحبِ تمہید
کا نام نامی درج نہیں۔ لیکن اغلب یہی ہے کہ وہ حضرت زین بدر عربی ہیں جنہوں نے مکتوبات
صدی کی بھی کتابت کی اور اُس کی تمہید لکھی تھی۔ دونوں تمہیدوں کے طرزِ تحریر سے بھی یہی
اندازہ ہوتا۔ حضرت زین بدر عربی جیسے عاشقِ ارادت اور عالمِ متجرب کی تمہید کے بعد
ان فواید میں کسی شک و اضافت کا احتمال نہیں رہتا۔

حضرت مخدوم کے حالات

حضرت شرف الحق والدین شیخ شرف الدین احمد
بچے منیری قدس سرہ العزیز خانوادہ فردوسیہ

کے مشائخ عظام میں ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت امام محمد تاج فقیہ ^{۱۵۷۹} میں
بیت المقدس سے قصبہ منیر ضلع پٹنہ (بہار) تشریف لائے اور وہاں کے راجہ کو شکست
دے کر قصبہ منیر فتح کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اپنے مین صاحبزادوں شیخ اسرائیل شیخ اسماعیل
اور شیخ عبدالعزیز کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے آپ بیت المقدس واپس ہو گئے۔

حضرت شیخ اسرائیل کے بڑے فرزند حضرت مخدوم بچے نے حضرت شیخ شہاب
الدین سہروردی پیر جنگوت (جنہوں نے کاشغر کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی
تھی) کی بڑی صاحبزادی رضیہ بی بی سے جو خود بھی ایک ولیہ کاملہ تھیں عقد فرمایا جس سے
آپ کو چار صاحبزادے تولد ہوئے۔ شیخ جلیل، شیخ شرف الحق والدین، شیخ خلیل الدین
اور شیخ حبیب الدین۔

حضرت شیخ شرف الدین ۲۶ یا ۲۹ شعبان المعظم ۱۲۶۱ھ کو منیر ضلع پٹنہ میں
تولد ہوئے۔ مادہ تاریخ ولادت شرف آگیاں ہے۔

حضرت مخدوم نے علامہ اشرف الدین ابوتوأمہ سے جو اپنے زمانے کے جید عالم
تھے اور بلین کے عہد حکومت میں بخارا سے دہلی آگئے تھے تفسیر، فقہ، حدیث، علم الکلام
منطق، فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی اور انہی کی نگرانی میں تمام درسی علوم کی تکمیل
فرمائی۔ علامہ ابوتوأمہ کے علمی تبحر نے آپ کو مرجع خلافت بنا دیا تھا جس سے بلین کو خوف
ہوا کہ کہیں آپ حکومت کے دعویدار نہ بن جائیں چنانچہ اُس نے علامہ کو ولی سے سُنار
گاؤں (قدیم ڈھاکہ) چلے جانے پر مجبور کیا۔ ولی سے سُنار گاؤں جاتے ہوئے علامہ حبیب
منیر ہونچے تو شاگرد عزیز نے اپنے استاد کی پذیرائی کی اور والدین کی اجازت سے
استاد کے ہمراہ سُنار گاؤں چلے گئے جہاں بائیس سال تک آپ استاد کی خدمت

میں رہے۔ اور انہی کی خواہش پر ان کی صاحبزادی سے عقد فرمایا۔

والد ماجد حضرت مخدوم یحییٰ کی وفات کی خبر سن کر اپنے استاد سے اجازت چاہی اور اپنے غور و سالِ فرزند حضرت مخدوم ذکی کو ساتھ لے کر منیہ تشریف لے گئے۔
 رسمی اور درسی تعلیم کی تکمیل کے ساتھ ہی روحانی تقاضے بھی بڑھتے گئے اور آپ کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں لگ گئے۔ اسی خاطر دلی کا سفر فرمایا۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخین کی خدمت میں پہنچے لیکن وہاں ان کا حصہ مقسوم نہ تھا پھر پانی پت گئے اور حضرت شاہ بوعلی قلندر کی خدمت میں پہنچے مگر روح کے تقاضے ویسے ہی رہے۔ مگر جب حضرت نجیب الدین فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو دل نے گواہی دی کہ مدعا اینجا ست۔ پیرِ کامل نے بھی ایک ہی نظر میں مُرید کو پہچان لیا۔ بیعت لی، نعت پڑھائی اور شجرہ حوالے کیا اور کچھ نصائح بھی لکھ کر عنایت کئے پھر حکم دیا کہ وطن واپس جاؤ اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ اگر اثنائے سفر میں کوئی بُری بھلی خبر ملے تو دلی واپس نہ آنا۔ مُرید کے رخصت ہونے کے چند دن بعد ہی پیر نے وصال کیا حضرت مخدوم گورائے میں اطلاع ملی مگر پیر کا حکم یاد آیا اور آپ نے سفر جاری رکھا۔ ہمارے ضلع شاہ آباد میں بہیا کے جنگل سے گذر رہے تھے کہ مور کی آواز سُنی۔ بس ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ایک غرور لگا کر جنگل میں غائب ہو گئے۔ بہیا اور راج گیر کے جنگلوں میں تقریباً تیس چالیس سال عبادت و ریاضت میں گزارے پھر خلاق کے اصرار پر بہار شریف تشریف لائے جہاں ۶ شوال المکرم ۸۲۷ھ کو ایک سو اکیس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آخری وقت آپ یہ دوہے پڑھ رہے تھے۔

شرفا گور ڈراون بس اندھیری رات

واں نہ پوچھے کوئی تم سے کبے ترمی جات

جی مکن میں ہے آئی ہیں سہانی رتیاں

جن کے کارن تھے بہت دن سے بنائی گتیاں

حضرت مخدوم نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے جنازے کی نماز ایسا شخص پڑھائے جو صحیح نسب سید ہوتا، تارکِ سلطنت ہو اور سات قرأتوں کا حافظ ہو۔ یہ سعادت حضرت اشرف بہانگیر سمنانیؒ کو تفویض ہوئی کیونکہ آپ تینوں صفات کے حامل تھے آپ حضرت مخدومؒ کی مزار پر کچھ دن چلے کش رہ کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ اسی کی طرف کسی بزرگ نے یوں اشارہ کیا ہے۔

ولاہر گزنیابی درجہاں ہچوں شرف پیرے

کہ مالا مال از و شد سید اشرف بہانگیرے

حضرت مخدومؒ تفسیر، حدیث، فقہ، علمِ الکلام، منطق اور فلسفے کے تبحر عالم تھے۔ علمِ حدیث کو عام کرنے اور مسلمانوں میں اُس کا ذوق پیدا کرنے میں آپ نے بہت حصہ لیا۔ فقہی معاملات میں آپ سخت گیری اور انتہا پسندی کے قائل نہ تھے اور سہولت و وسعت کو ضروری خیال کرتے تھے۔ فلسفے پر آپ کے تبحر کے بارے میں مولانا عبدالباری ندوی اُستادِ فلسفہ جامعہ عثمانیہ (دکن) نے لکھا ہے۔

”حیرت ہوتی ہے اس شخص (حضرت مخدومؒ) کے کلام میں سطر و سطر

نہیں صفحے کے صفحے ایسے نظر آتے ہیں کہ گویا موجودہ زمانے کے مغربی

مفکرین کی کتابوں کا نقلی ترجمہ ہے۔ کاٹ، ہیگل، برکلی اور

ہیوم اور انہیں قبیلِ فلاسفہ جدید کے نظریات جن پر موجودہ فلسفے

کو ناز ہے شاہ صاحب کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔“

حضرت مخدومؒ کی یادگار آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ طویل کتب اور مختصر

رسائل کے علاوہ آپ کے ملفوظات اور مکتوبات کے مجموعے بھی ہیں جن میں چند مطلوبہ

ہیں اور اکثر قلمی نسخوں کی شکل میں محفوظ ہیں۔ تصانیف، ملفوظات اور مکتوبات علوم کے خزانے ہیں جن میں شریعت، طریقت اور معرفت کے سارے ہی مسائل اس حسن و خوبی سے بیان ہوئے ہیں کہ باید و شاید۔

تصانیف میں ارشاد الطالبین، ارشاد السالکین، رسالہ مکیہ و ذکر فردوسیہ، نواید المریدین، رسالہ اشارات، رسالہ اجوبہ اور فواید مکنی شامل ہیں۔ ملفوظات کے نو مجموعے ہیں معدن المعانی، خوان پر نعمت، راحت القلوب، مخ المعانی، مؤنس المریدین، گنج لاغنی، فواید الغیبی، مغز المعانی اور تحفہ غیبی۔

مکتوبات کے مجموعوں کے نام مکتوبات صدی، مکتوبات دو صدی اور مکتوبات بست و ہشت ہیں۔

کچھ ترجمے کے بارے میں | ۱۹۶۹ء کے ابتدائی دنوں میں مجھے ہمارے (ہندوستان) جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارا پونچ کر اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ نجم الدین احمد بلخی الشیبی الفردوسی ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ کی خدمت بابرکت میں حاضری دی۔ مرشدی و آقائی نے ”فوائد مکنی“ کا ایک قلمی نسخہ مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے کتابی شکل میں شائع کروادوں تاکہ عام اردو داں حضرات جو فارسی نہیں جانتے ان بیش بہا نصائح سے بہرہ ور ہو سکیں۔

کراچی واپس ہونے کے بعد ترجمے کے کام کے لیے نظر عزیز قلمی و روحی سید غلام صمدانی نقوی صاحب پر پڑی۔ میں نے اُن سے ترجمے کی درخواست کی جسے انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ اور بڑی محنت و کاوش سے یہ کام انجام دیا۔ ترجمہ میرے حوالے کرتے ہوئے مرحوم نے خواہش کی کہ میں اس پر نظر ثانی کر لوں۔ یہ اس لیے

بھی ضروری تھا کہ قلمی فارسی نسخے میں اوراق کی ترتیب بگڑ گئی تھی جس سے ترجمے میں بڑی الجھنیں پیدا ہو گئی تھیں۔ میں نے نظر ثانی کا وعدہ تو کر لیا مگر مکر وہ بات دنیوی نے اس کام کی مہلت نہ دی۔ اور افسوس اس سے پہلے ہی جناب مترجم ہم سے جدا ہو گئے۔ صمدانی نقوی صاحب کی وفات نے کچھ اس قدر ول پر داشتہ کر دیا کہ اس کام کی طرف توجہ ہی نہ ہوتی تھی۔ مگر مرحوم کے عزیز دوست جناب محمد سعید اللہ صاحب اور مرحوم کے فرزند عزیز سیّد قیصریزدانی نے مجھے بار بار اس طرف توجہ دلائی۔ اصل متن اور ترجمے کا باہمی تقابل اور پھر مسودوں کی نقل و نقل کے لیے کسی کے تعاون کی بھی ضرورت تھی۔ صمدانی صاحب مرحوم کے ایک اور دوست جناب مجید فاروقی صاحب نے اس کام کے لیے آمادگی ظاہر کی۔ اور اس طرح محمد اللہ صاحب کام پورا ہو گیا۔

جناب مترجم کا مشورہ تھا کہ ترجمے کے آخر میں اُن عربی عبارات کے ترجموں اور حوالوں کی ایک جدول بھی کتاب میں شامل کر دی جائے تاکہ قارئین کو ان عبارات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ اصل متن میں آنے والی عربی عبارتیں آیات قرآنی، احادیث نبوی، صوفیائے کرام کے اقوال اور امثال پر مشتمل ہیں۔ ان کے تراجم اور حوالوں کی فراہمی کے سلسلے میں مولنا سید محمد ہاشم صاحب شمس نے میری مدد فرمائی جس کے لیے میں موصوف کا پاس گزار ہوں۔

فارسی قلمی نسخے میں فوائد کے عنوان درج نہیں ہیں۔ پوری کتاب ایک مسلسل مضمون کی شکل میں مرتب کی گئی ہے۔ ہر فائدے کے شروع میں صرف لفظ "فائدہ" لکھ دیا گیا ہے۔ صمدانی صاحب مرحوم نے ہر فائدے کے موضوع کے لحاظ سے عنوان بھی مقرر کر دیئے اور اس طرح ترجمہ زیادہ مفید ہو گیا۔

ترجمے میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ صوفیائے کرام کی مخصوص اصطلاحات

کو باقی رکھنے کے ساتھ ساتھ نفسِ مضمون کی معافی واضح ہو جائیں۔ اگر قارئین کو ترجمے میں کوئی خامی نظر آئے تو اسے ہماری بے بضاعتی پر محمول فرمائیں اور دعائے خیر سے یاد کریں۔

کراچی۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

سید محمد ابوصالح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و ثنا خاص اُس خالق کے لیے ہے جس نے وجود انسان کو یحییٰ ہُم^(۱) و یحییٰوْنہ کے لباس سے مشرف کیا اور اولیاء کے درجات کو اولیائی تَحْتَ قَبَائِی لَا یَعْرِفُهُمْ سِوَاہِی کی کرامت سے مکرم و معظم فرمایا اور ان کے معاملہ کو لی مَعَ اللّٰهِ وَ قَدْ لَا یَسْعٰی فِیْہِ مَلٰکٌ مُّقْرَبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ^(۲) کے درجے تک پہنچایا۔

اور لاکھ درود عاشقوں کے سرور اور عارفوں کے سرتاج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک پر ہو کیونکہ ولایت و نبوت کا جامہ اولیاء و انبیاء کو انہی کے طفیل سے زیبایا ہے اور ان ہی کی اتباع کے صدقے میں حُکْم و ولایت اولیاء کے بدن پر چسبت ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے نہ فلک ہوتا نہ ملک نہ عرش ہوتا نہ لرسی نہ آوم ہوتے نہ آدمی۔ لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَکَ^(۳) اور صحابہ کرام اور خلفائے عظام کی ارواح منظرہ پر بھی جن کی حیثیت اس بدر منیر کے آگے نور پاش ستاروں کی سی ہے اور جو خاص خلعت سے مخصوص ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہُمْ اِقْتَدٰیْتُمْ اِهْتَدٰیْتُمْ^(۴)۔

اما بعد حاجی رکن الدین زائرِ حرمین شریفین نے حضرت قطب المشائخ اوجد العصر غریب الدھر شیخ المسلمین سلطان المحققین شاہ شرف الملتہ والشرع والدین احمد یحییٰ منیری فردوسی متع اللہ المسلمین بطولِ تقایہ و ادامہ عینا نعمت تقایہ (اللہ اس متاع کو مسلمانوں کے لیے تا دیر سلامت رکھے اور ہمارے لیے ان کے دیدار کی نعمت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے) سے کہ عرض و التماس کی اس

درویش کے لیے مکتوبات کے ذریعے چند فوائد تحریر فرمادیں تاکہ میرے لیے وہ سفر و حضر میں مولس روزگار ثابت ہوں۔ اس بیچارے کی اس التماس کو حضرت نے اپنے لطیف عمیم سے شرفِ اجابت بخشا پھر ان عمدہ فوائد کو اس کی مرغوب عبارت کے ساتھ اپنے قلم مبارک سے ضبطِ کتابت میں لائے تاکہ عام مسلمانوں کے لیے چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے شب و روز فائدہ کا باعث ہوں جو کوئی ان فوائد کا رسوم و عادت کے طور پر نہیں بلکہ نظر تحقیق و بہ اِمعانِ دقیق مطالعہ کرے گا وہ حاصل کریگا جو اُسے حاصل نہ تھا اور وہ دیکھے گا جسے اس نے دیکھا نہ تھا۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ لِأَحْوَالٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۱۶۱۔

فائدہ - ۱

عشق و محبت فرض ہے

اے بھائی یہ سمجھ لو کہ جس طرح روزہ نماز فرض ہے اسی طرح باطن عشق و محبت فرض ہے جس کا خمیر و مایہ ہی درد و اندوم ہے۔ عشق بندے کو خدا تک پہنچاتا ہے اور اسی معنی میں طریقت کی راہ میں عشق فرض قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ عشق سے پہچانو اور بغیر عشق کے موت ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں :-

مجنون عشق را در امر و زحالت است

کہ اسلام دینِ یلی و دیکر ضلالت است

(ترجمہ - مجنون عشق کی آج حالت ہی کچھ اور ہے۔ دینِ یلی ہی اسلام ہے اس کے سوا جو کچھ ہے گمراہی ہے۔)

کہتے ہیں کہ عشق آگ ہے۔ جہاں پہنچتی ہے جلا دیتی ہے۔ محبوبوں کے دلوں میں ایک آتش کہہ سوا بیدہ ہے اس سے اگر ایک ذرہ بھی باہر آجائے تو کون و مکان کو سوختہ کر دے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ سارے جہان کو آتش و دوزخ سے عذاب دیں گے اور دوزخ کو محبوبوں کے دلوں کی آگ سے جلا دیں گے۔ اگر ان کے باطن کی آگ پر دریا بھی گزار دیا جائے تو وہ آگ ہو جائے گا۔ ظاہری آگ کو تو بس ایندھن سمجھو۔ آگ اگر ہے تو وہ انہی کے باطن کی آگ ہے۔ اسی مقام کے لیے کہا ہے :-

ہر کہ اندر عشق چوں آتش نشد
عیش او در عشق مرکز خوش نشد

(ترجمہ :- جو عشق میں پڑ کر آگ نہیں ہوا وہ عشق کی لذتوں سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا)
 کہتے ہیں کہ جب فروائے قیامت میں عاشق قبروں سے سر اٹھائیں گے
 تو اپنا آپ جائزہ لیں گے۔ اور ایک بھی ذرہ اندوہ انھیں کم ملے گا تو وہ ایسی
 فریادوں کا کریں گے کہ اہل دوزخ تک ان پر رحم کھائیں گے۔ انہی معنوں
 میں کہا ہے ۔

گر شود این درد امن گیر تو

بس بود این دردِ دائمِ پیر تو

(ترجمہ :- اگر یہ درد تیرا امن تمام لے تو یہی تیرے لیے بس ہے اور یہی تیرا
 دائمی پیر ہے۔)

اے بھائی ہو سکے تو سوزِ عشق کا ایک ذرہ ہی آج حاصل کر لو کہ کل قبر
 میں ہی صفاتِ تمہارے ساتھ ہوں گی۔ یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا
 مَنْ أَلَى اللَّهِ يَنْفَعُ سَلِيمٌ ۱۱۔ انہی معنوں میں کہا ہے۔

در گورِ بزم از سرِ گیسوئے تو تارے

تا سایہ کند بر سرِ من روزِ قیامت

(ترجمہ :- آپ کے گیسوؤں سے ایک تارے کو قبر میں جاؤں گا تا کہ قیامت کے
 روز میرے سر پر اس کا سایہ رہے۔)

یہ تمھیں اُسی وقت میسر آئے گا جب تم اپنے دل کو غیر حق کی محبت
 سے خالی کر لو گے۔ یہی بات اس بیت میں بیان ہوئی ہے ۔

از دلِ بدولِ کنمِ غمِ دنیا و آخرت

یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دست

(ترجمہ :- دل سے غمِ دنیا و آخرت کو دور کرتا ہوں۔ گھر میں سامانِ سفر رہ سکتا

ہے یا خیال دوست۔

اے بھائی عاشقوں کی راہ بڑی عجیب راہ ہے۔ محبوبوں کے کام ہیبت و مشقت کے کام ہیں۔ نہ ہر نامرد انہیں سن سکتا ہے۔ نہ ہر محنت ان کا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے لیے تو محبوبوں چاہیے جو سنگِ ملامت کھاتے، فرہاد چاہیے جو کوہِ یستوں کاٹے، زلیخا چاہیے جو یوسف کے نام کو حرزِ جہاں بناتے۔

رو باندی کن کہ عاشقی کا رہ تو نیست

(ترجمہ :- جا کھیل میں لگ جا۔ عاشقی تیرا کام نہیں ہے)

اے بھائی وہ دن جب کہ پیشوائے عاشقاں نے وار پر اس کا جلوہ کیا۔ امام شہلی نے مناجات کی اور پوچھا، الہی تو اپنے دوستوں کو کب تک مارتا رہے گا۔ فرمایا جب تک انھیں خون بہا ملتا رہے گا۔ پوچھا ان کا خون بہا کیا ہے۔ فرمایا میرا تقائے جمال۔ مَن قَتَلَهُ فَاَنَا دِيْتُهُ (۸)۔ کیا خوب کہا ہے جس کسی نے کہا ہے :-

بے جرم و گناہ عاشقاں را می کش

پس بر سرِ گورِ شاں زیارت می کن

(ترجمہ :- عاشقوں کو بے جرم و گناہ بے مار ڈال اور پھر ان کی قبروں کی زیارت کر۔)

اے آشنائے کوئے محبت صبور باش

بیداؤ نیکیاں ہمہ بر آشنائے رَوَد

ترجمہ :- اے آشنائے کوئے محبت صبر کر حسینوں کا ظلم اپنے عاشقوں پر ہی ہوتا ہے۔

اے بھائی اپنے عشق کی خلعت وہ ہر کسی کو نہیں دیتے۔ سب کو کہ ہر کوئی
 سزاوار عشق نہیں ہے۔ جو لائق عشق ہو اور ہی شایان عشق ہو اور جو شایان عشق
 ہو اور ہی شایان خداوند ہو۔ جو عشق کا شایان نہیں وہ خدا کا شایان نہیں۔ مگر ان
 عشق جانتے ہیں کہ عشق کا حال کیا ہے۔ لیکن نامحرموں کو عشق کی کیا خبر عشق
 کی قدر عاشقوں سے پوچھو۔ ایک جہاں ہے کہ بہشت کی طلب میں مصروف
 ہے۔ لیکن ایک بھی ایسا نہیں جو طلب کا عشق ہو۔ یہ یوں ہے کہ بہشت
 نصیب نفس ہے اور عشق نصیب جہاں۔ ہزاروں ہیں جو مہرہ کی طلب کرتے
 ہیں لیکن ایک بھی درو جو اس کا خریدار نہیں۔ اے بھائی عشق کا گھوڑا ایک طاقتور
 گھوڑا ہے کہ ایک چھلانگ میں دونوں عالم عبور کر لیتا ہے اور لامکاں میں دوڑ
 لگاتا ہے۔ کہتے ہیں ۷

درِ عالم عشق اگر بکار آئی تو
 درِ فتر عشق در شمار آئی تو
 جبریل امیں رکاب دار تو بود
 بر مرکب عشق گر سوار آئی تو

(ترجمہ :- اگر تو عالم عشق سے کام لگا رہے اور فتر عشق میں
 تیرا اندراج ہے، مرکب عشق پر تو سوار آتا ہے تو جبریل امیں تیرے
 رکاب دار ہوں گے)۔

اے بھائی اپنی سلامتی کو خیر باد کہہ دو اور اپنے آپ کو عشق کے
 حوالے کر دو۔ جب تم اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو گے تو منزل کو جاؤ گے
 اور جانتے ہو کہ یہ تمام پروے جو راہ میں ڈالے گئے ہیں کیا ہیں۔ ان کا مقصد اس
 سے زیادہ نہیں کہ عاشق بغیر دیکھے ہوئے اپنی طلب میں روز بروز پختہ

ہوتا جائے تاکہ اس میں دوست کے بے حجابانہ ویدار کی تاب پیدا ہو جائے
 انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ (۲)

کشتی عشق کا ملاح عنایتِ حق کے سوا کوئی نہیں

رسیدم من بدریائے کہ موجیں آدمی خوار است

نہ کشتی اندراں دریا نہ ملائے عجب کارست

(ترجمہ :- میں ایک ایسے دریا پر پہنچا جس کی موجیں آدمی خور ہیں۔ نہ اس میں کوئی کشتی ہے نہ ملاح۔ بس ایک عجیب عالم ہے)۔

اس دریا کی کشتی عشق ہے جس کا کھٹو یا عنایتِ حق کے سوا کوئی نہیں۔

اس دریا میں گونا گوں خوف و خطر ہیں۔ کیا کہا جائے۔ مجھ بیچارے کے یہ کلمات اگر

پیش نظر رہیں تو اس کے مطالعے سے امید ہے کہ اس دریا کی متلاطم موجوں سے آدمی

کے لیے ہلاکت خیز ہیں پار لگ جائے۔ اس کے عبور کرنے میں جو مشکلات پیش

آئیں ان کا حل ان کلمات کی مدد سے طلب کیا جائے کیونکہ برادرِ اتم ان کلمات

کے معانی سے واقف ہو اور ان کے قانون اور اشارات سے آگاہی رکھتے ہو۔

ایسا سمجھو کہ یہ کلمات زبانِ کاتب سے سُن رہے ہو کہ الْقَلَمُ أَحَدُ اللِّسَانِ^(۹)۔

خاطر جمع رکھو۔ یہ تمھاری بلند بختی ہے کہ تمھاری ہمت نے اس دریا میں قدم رکھ

دیا ہے۔ خدا تمھیں کامیاب کرے۔ اس دریا کے موتی بہت عزیز ہیں اور اس

کے جواہر بہت نادر۔ اس دریا کا غواص صرف جانباز عاشق صادق ہی ہو

سکتا ہے نہ کہ ہر کس و ناکس، بد ہیئت مخنث اور شکم پرست۔ جس کسی نے یہ مصرعہ

کہا ہے خدا اُس کی جان پر رحمت کرے۔

رَوَ بَازِیْ کُنْ کہ عاشقی کا رَ توفیقست

یہ تحریر جو تمہیں ملی ہے اس کا بخضور دل ہمیشہ مطالعہ کرو۔ نہ اس طرح جیسے
 عادتاً کوئی قصہ کہانی پڑھ رہے ہو۔ ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ زمانہ ایسا
 آگیا ہے کہ اس گروہ کا کوئی آدمی ہمیں نہیں ملتا۔ پھر کیا کیا جائے۔ فرمایا ان کے نوشتوں
 میں سے ایک جزو روز پڑھ لیا کرو۔ جب آفتاب چھپ جاتا ہے تو لامحالہ چراغ ہی
 سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ انہی معنوں میں کہا ہے ہے
 از بختِ بدم اگر فروشد نورِ شید
 از نورِ رختِ مہا چراغِ گیسوم
 ترجمہ :- اگر میری بدبختی سے سورج غروب ہو چکا ہے تو ہو جائے۔ لے
 چاند میں نے تیرے رخ کے نور سے چراغ روشن کر لیا ہے۔

ہر ایک اپنی نیت کے مطابق محسور ہوگا

اے بھائی سمجھ لو کہ شریعت کا فتویٰ ہے کہ ہر ایک اپنی نیت کے مطابق محسور ہوگا۔ اگر تم میں ارادت اور طلب حق غالب ہے تو تم طالبانِ حق اور عاشقوں کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے اور ان کا ثواب یہ ہے کہ **إِنَّ لِلَّهِ جَنَّةً لَيْسَ فِيهَا حُورٌ وَلَا قُصُورٌ يَتَجَلَّى رَبُّنَا صَاحِحًا** (۱۱)۔ اس مقام پر بہشت و دوزخ کی کہاں گنجائش۔ اور اگر تم میں ارادت و طلب بہشت ہے تو تمہیں اہل صلاح کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن کی جزا **الْكُهُمُ جَنَّاتُ الْعِدْنِ** (۱۲) ہے اور اگر تم میں ارادت و طلب دنیا کا غلبہ ہے تو تمہارا حشر اہل دنیا کے ساتھ ہوگا اور ان کی جزا **وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ** (۱۳) ہے یہی مقام تاسف ہے کہ خاک اپنے سر پر ڈالنی چاہیے اور اپنا آپ ماتم کرنا چاہیے اب دیکھو تمہارا حال کیا ہے۔ تمہارے اندر عشق و محبت خدا غالب ہے یا عشق و محبت بہشت یا عشق و محبت دنیا۔ جو جذبہ بھی غالب ہوگا بس سمجھو اسی کے مطابق معاملہ ہوگا جب خدا کی طلب و محبت غالب ہو تو پروہ درمیان سے اٹھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ مشاہدہ دوست کے عالم میں ایک جان کیا سینکڑوں جانیں ملک الموت کی وساطت کے بغیر دوست کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ اس کی ملک الموت کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ کیا خوب کہا ہے

در کوی تو عاشقاں چنان جاں بدہند
کہ آنجا ملک الموت نہ گنجد مہرگز

(ترجمہ :- دنیا میں جیسا تیرا خیال رہا ویسا ہی راہِ ابد میں تیرے ساتھ معاملہ درپیش ہوگا۔)

جب یہ بات طے ہو گئی تو اے بھائی سمجھ لو کہ دنیا میں جس قدر حیوانات ہیں درندے اور جنگلی جانور ہیں سب اپنی صفات کے ساتھ آدمی کے اندر موجود ہیں۔ جس پر کسی خاص صفت کا غلبہ ہے، کل قیامت کے روز اُسی صفت کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ آدمی کی صورت نہ ہوگی یعنی اس صفت کے مطابق صورت ہوگی۔ مثلاً اگر آج کسی پر غضب کی صفت غالب ہے تو کل اس کا حشر کتے کی صورت میں ہوگا۔ اور اگر چا پوسی کی صفت غالب ہے تو بصورتِ رُبابہ حشر ہوگا۔ اور اگر صفتِ شہوت غالب ہے تو کل سور کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ اور اگر صفتِ کبر و نخوت چھائی ہوئی ہے تو کل پھتے کی صورت میں اُسے اٹھنا ہوگا۔ اور اسی طرح اور صفات کا بھی قیاس کر لو۔ خبر ہے کہ حضرت خلیل اللہ الصلوٰۃ اللہ علیہ کل آذر کو دیکھیں گے کہ وہ دوزخ میں لے جاتے جا رہے ہیں۔ کہیں گے خداوند! اس سے بدتر فحیحت اور کیا ہوگی کہ میں میدانِ قیامت میں کھڑا ہوں اور میرا پ دوزخ میں لے جایا جا رہا ہے۔ کیا دنیا ہی میں میں نے یہ نہ کہا تھا۔ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (۱۳)۔ اور (اللہ کے حکم سے) فوراً آذر کو آدمی کی صورت سے بچو کی شکل میں بدل دیں گے۔ کیونکہ دنیا میں ان پر یہی صفت غالب تھی۔ خلیل اللہؑ سے کہا جائے گا کہ تم کو اس بچو سے کیا نسبت اور قرابت ہو سکتی ہے۔ اصحابِ کہف کے کتے کو اس کی صفت کے اعتبار سے آدمی کی صورت عطا کریں گے۔ اور اُسے آدمیوں کی صفات سے نوازیں گے۔ کیونکہ وہ سنگ صورت اور آدمی صفت تھا۔ اس کے برعکس آذر آدمی صورت اور بچو صفت تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لیکن

آج جاہلوں کی نظر صورت ہی پر ہے۔ اے بھائی! آج جنہیں تم آدمی کے قالب میں دیکھتے ہو کل انہیں ورنندوں اور جنگلی جانوروں کی صفوں میں کھڑا پاؤ گے۔ اور بہت سے ورنندوں اور جنگلی جانوروں کی صورت رکھنے والے کل تمہیں آدمیوں کی صفوں میں نظر آئیں گے۔ یہ بڑی دشوار گھاٹی ہے اور بہت کٹھن کام۔ سوائے صاحبان بصیرت کے کوئی بھی اس کام میں مشغول نہیں۔ پس غفلت نہ چاہیے آہستہ آہستہ عادت ڈالنا چاہیے تاکہ ان صفات میں سے تھوڑا تھوڑا ہی کم ہو اور اگر توفیق خداوندی شامل ہو گئی تو کامل فیض ہو جائے اور کارِ عظیمہ اپنے آپ نمودار ہو جائے۔ جو یہ جاننا چاہے کہ کل اس کی کونسی صفت ہو گی جن پر اس کا حشر ہو گا۔ تو اسے چاہیے کہ آج ہی اپنے آپ میں غور کرے کہ کونسی صفت اُس پر غالب ہے۔ کل وہی صفت ہو گی جس سے اُسے سابقہ ہو گا۔ اس حد تک جان لینا دشوار نہیں ہے۔ اسی طرح سے اگر کوئی یہ معلوم کرنا چاہے کہ خدا اُس سے خوش ہے یا ناخوش تو اُسے اپنے اعمال پر نظر کرنی چاہیے۔ اگر وہ طاعت ہی طاعت ہیں تو سمجھ لے کہ وہ اُس سے خوش ہے کیونکہ طاعت اُس کی خوشنودی کا نشان ہے۔ اور اگر وہ معصیت ہیں تو جان لے کہ وہ اُس سے ناخوش ہے کیونکہ معصیت نشانِ ناخوشی ہے۔ اول اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو اسی بات پر حکم لگانا چاہیے جس کا غلبہ ہو۔ اور آج کی زندگی لمبی نہیں ہے جب کوئی کام یہاں نہیں ہو گا وہاں بھی نہ ہو گا۔ اگر یہ صفات خبیثہ کسی میں رہ گئیں اور نہ بدلیں تو کل بہشت میں داخل ہونے پر نعمتوں کی چاہے جتنی بھی فراوانی ہو وہ صفات اس سے دور نہوں گی۔ جو رہ گئیں وہ بدلنے والی نہیں۔ پس یہ مرد وہ ہے جو پیچھے رہ گیا۔ اپنی حقیقت سے محروم رہ گیا۔ اور اپنی خودی تک نہ پہنچ سکا۔ اس دنیا میں ہی بدل جانا چاہیے

اگر اس دنیا میں نہ بدلاتو آخرت میں بھی نہ بدلے گا۔ اسی موقع کے لیے کہا
ہے۔

پاک شو تازِ اہل دیں گے دی
اچھناں باش تاچھنیں گے دی
(ترجمہ :- پاک ہو جاتا کہ اہل دین میں تیرا شمار ہو۔ ویسا ہو جاتا کہ ایسوں
میں تجھے گنا جائے)۔

فائدہ ۲۔

طلب حق سے زیادہ کوئی اور چیز تم پر فرض نہیں

اے بھائی! سمجھ لو کہ تم پر طلب حق سے زیادہ اور کوئی چیز فرض نہیں اور نہ اس سے زیادہ کوئی چیز فائدہ بخش ہے۔ اگر بازار جاؤ تو اسی کو طلب کرو۔ اگر گھر میں آؤ تو اسی کے آرزو مند رہو۔ مسجد جاؤ تو اسے مانگو۔ خرابات میں گذر ہو تو اسی کو مطلوب بناؤ۔ یہاں تک کہ غزرائیل بھی آجائیں تو خبردار اپنی طلب سے دستکش نہ ہوتا۔ غزرائیل سے کہنا کہ آپ اپنا کام کریں میں اپنا کام کرتا ہوں۔ نقل ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک میں ادھر مسواک رکھی کہ ادھر غزرائیل چلے آئے۔ کہا کیا حکم ہے؟ لوٹ جاؤں یا جو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کروں؟ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دہن مبارک سے مسواک نہیں ہٹائی اور ارشاد فرمایا آپ اپنا کام کیجئے میں اپنا کام کرتا ہوں۔ اگر تمہیں دوزخ میں بھی ڈالتے ہیں تو اپنی طلب سے باز نہ رہنا۔ کہہ دینا اے مالک (داروغہ جہنم) تو میرے سرفصلوں پر (جو لایعنی خیالات سے بھرے) قہر کا ورہ لگائے جا اور میں طلب مولا میں قدم ڈالے جاؤں پھر دیکھنا کام کہاں پہنچتا ہے۔ اور اگر بہشت میں ڈال دیں تو حور و قصور کی طرف نگاہ مت ڈالنا۔ طلب ہی کے کوچے میں سرگرداں رہنا اور کہتے جانا ہے

گو بہر دو جہاں دہند مارا

چوں وصل تو نیست بے نوائم

(ترجمہ :- اگر دونوں جہاں بھی دے دیں تو کیا حاصل تیرا وصل اگر میسر

نہیں تو ہم بے نوا ہی ہیں)۔

اے بھائی! ہزاروں تھے جو ہزاروں سال رکوع و سجود میں تھے۔ ہزاروں تسبیح و تحمید میں مصروف تھے ہزاروں اُس کے اسرار میں مدہوش و متحیر تھے اور ہزاروں ہی ہیں اس کے کام میں سوختہ جاں ہیں لیکن ایک قوم نڈر اُس نے اسی خاک سے پیدا کی اور جسے تمام اطاعت کرنے والوں اور عابدوں اور زاہدوں پر فضیلت دی باوجودیکہ نہ تو اس کی کوئی سابقہ خدمت تھی نہ کسی کی سفارش۔ فرمان ہوا۔ اے مشیتِ خاک اَلْسَنَتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں۔ ایک گھڑی میں ایک خرابانی کو چن لیتے اور مشاہدہ ذوالجلال کے اندر تختِ اقبال پر بٹھا دیتے ہیں۔ ہر دم ایک خلعت ہے، نموشنودی ہے، قبولیت ہے جو اسے حاصل ہے ہر لحظہ تحفوں کی آمد ہے اور وصول کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس کے برعکس ایک عابد و زاہد کی گردن میں سیکڑوں عتاب، حجاب اور رد کی رستی ڈال دیتے ہیں۔ ہر آن حسرت ہے، غضب ہے (جس سے اس کا سابقہ ہے) کسی کو ایک بت خانے سے لے آتے ہیں اور اعزاز و قبول کی نقاشی سے اس کی پوشاک کو آراستہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے کو مسجد سے باہر نکال کر اُس کی گردن میں رَو و طرد کی رستی نکال دیتے ہیں۔ جس طرح لطف کا فرمان ہے۔ اسی طرح قہر بھی کا فرمان ہے۔ اے بھائی! راستہ غیر محفوظ ہے اور منزل دور۔ مجنونِ عشق اگر دوسرا اختیار نہ کرے تو آخر کیا کرے۔

جز جان و جگر نیست شکارِ خورِ تو

ذالست کہ ہر سمرے ندارد سیرِ تو

(ترجمہ:۔ تیرے لائق کوئی شکارِ جان و جگر کے سوائے نہیں۔ اسی اعتبار سے

یہ سرتیرے خیال کے لائق نہیں)۔

اور کتنے عابد و زاہد ہیں جن کے اعمال کو عالم نزع میں وَقَدْ مَنَا إِلَى مَا
عَمَلُوا کے تحت بے نیازی کے ساتھ ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو جن
کے سینے (ذکر ظاہر سے) آباد ہیں حالت نزع میں وَبَدَّ اللَّهُ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ
يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ^(۱۳۱) کے تحت برباد کر دیتے ہیں۔ کتنے ہی چہرے ہیں جنہیں
وہ لمحہ کی طرف سے پھیر دیتے ہیں اور بہت سے آشنا ایسے ہیں جنہیں
پہلی ہی رات میں بے گناہ کہہ دیتے ہیں۔ کسی سے خطاب ہوتا ہے۔ نَوْمَةٌ
الْعُرْسُ^(۱۳۲) اور دوسروں سے کہتے ہیں نَوْمَةٌ الْمَخْرُوسِ۔ کبھی اس طرح
روکرتے ہیں کہ کسی طاعت کے ذریعے بھی قبولیت حاصل نہیں ہوتی اور کبھی قبولیت
کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسی مصیبت پر نظر نہیں ہوتی اور کے صلب سے خلیل اللہ کا پیدا
ہونا وَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ^(۱۳۳) سمجھو۔ کنگان کا سراسرے نوح میں ظہور
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ^(۱۳۴) سمجھو۔ آدم کی قبولیت کو دیکھو کہ لغزش کا نقصان
انہیں مٹانے سکا اور ردِ ابلیس کو دیکھو طاعت ثابت ہونے کے باوجود اسے
فائدہ نہ پہنچ سکا۔ اس طرح جو مقبول بارگاہ ہیں اُن کے ساتھ لَعْنَةُ الْبَشَرِ^(۱۳۵)
ہے اور جو مردود بارگاہ ہیں اُن کے ساتھ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ^(۱۳۶)
ہے۔ پھر اسی طرح سَيِّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السَّجُودِ^(۱۳۷) کا بیان
ہوا ہے اور يُعَرِّفُ الْمُجْرِمُونَ بِسَيِّمَاهُمْ^(۱۳۸) کی نشان دہی کی گئی ہے۔

فائدہ - ۵

دنیا جاتے قرار و آرام نہیں

اے بھائی! راہ غیر محفوظ ہے اور منزل دور ہے۔ وفا بہت ضعیف اور
 دل بہت بے چارہ ہے۔ یہ بھی (دنیا) کوئی قرار و آرام کی جگہ ہے! یاد رکھیں
 و تکرار کا مقام ہے! اوراعت (خوف) و ستارہ کلاہ اور قبا کی جگہ ہے! ان
 سب میں آگ لگاؤ۔ اور اپنا آپ ماتم کرو جس طرح اس بے چارے نے کہا
 ہے کہتے جاؤ۔

بُرو غفلت روزگارم چوں کہ مُشم
 بر نیاید هیچ کارم چوں کہ مُشم؟

(ترجمہ :- غفلت نے مجھے لوٹ لیا۔ حیران ہوں کہ میں کس طرح زندگی گزارا
 گا۔ مجھ سے کوئی کام نہیں بن پڑتا۔ کیا کروں؟)

افسوس صد ہزار افسوس کہ دن غفلت میں گئے اور عمر تمام ہوئی۔ کام
 ادا ہو رہا اور آخرت کے سفر کا ہنگام آگیا۔ اب عمر کا جو حصہ باقی ہے اس میں
 اگر کچھ اور نہیں کر سکتے تو اپنا ماتم تو کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح کسی سوختہ جاں
 نے کہا ہے کہنا چاہیے :-

در دراز دار و کجا خواہیم کرد
 عمر شد ماتم کجا خواہیم کرد

(ترجمہ :- ہم اپنے در و کا در مان کہاں سے لائیں۔ عمر تمام ہوئی ماتم کہاں کریں؟)
 رات کے پچھلے پہر گناہ گاروں اور بدکرداروں کی طرح، دل کی دروندی

دیدہ کی اشک ریزی، اور مکمل بے چارگی کے ساتھ یہ مناجات پڑھنی چاہیے۔

از درخوشتم مگرداں نا امید

از سر لطفی سیاہم کن سفید

(ترجمہ :- اپنے در سے مجھے نا امید نہ مروتا۔ اپنے لطف و کرم سے میری سیاہی کو سفیدی سے بدل دے)۔

لہذا غافل نہ رہو کہ تمہارے آگے کام سخت بھی ہے اور دشوار بھی۔ راہ میں شیب و فراز بہت ہیں۔ شیطان اور نفس تمہارے پیچھے پڑے ہیں۔ موت، قبر اور آخرت کا عذاب، جس کا ذکر سننے سے پتہ پانی ہو جاتا ہے اور جگر کباب۔ ناچار وہ اس درد سے نالہ کننا ہے اور کہتا ہے :-

کاشکے ہرگز نبودے نام من

تا نبودے جنبش و آرام من

(ترجمہ :- کاش کہ میرا نام (وجود) ہی نہ ہوتا تاکہ حرکت و سکون، از تکاب و اجتناب کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا)۔

ایک عارف نے خواجہ ابراہیم اوٹم سے کہا کہ میں آپ سے علمِ طریقت سننا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ اے بھائی! زمانہ گزرا کہ میں خود اپنے ماتم میں بیٹھا ہوں۔ کہا کیا وجہ؟ فرمایا۔ یہ کہ فرشتے نے جب رحمِ مادر میں میری صورت گری کی تو پوچھا۔ الہی! اس بندے کو سعید بکھا جائے کہ شقی؟ مجھے نہیں معلوم جواب کیا ملا۔ اسی طرح جب ملک الموت پوچھے گا کہ الہی! اس بندے کی روح سعادت پر قبض کروں یا شقاوت پر تو نہ جانے کیا جواب پائے گا۔ میں نہیں جانتا کہ جب فروائے قیامت فرشتہ کہے گا کہ یا الہی! اس بندے کو سوتے بہشت لے جاؤں یا سوتے دوزخ تو مجھے نہیں معلوم جواب کیا ملے گا۔ اے بھائی! اس کی راہ میں سب ہی زاہد، عابد و عالم اس کی تیغ بے

نیازی کے خوف سے گھبراتے ہوئے ہیں جیسا کہ فرمان ہے إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ
عَنِ الْعَالَمِينَ ۱۲۱۔ سارے جہاں کے صدیق یَسْأَلُ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۱۲۲
کی سیاست سے لرزاں و ترساں ہیں۔ کتنے عابد و زاہد ہیں جن کے اعمال کو عالم
نزع میں وَقَدْ مَنَّا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ ۱۲۳ کے تحت بے نیازی کے ساتھ
ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ جن کے سینے (و کفر ظاہر سے) آباد ہیں حالتِ
نزع میں انھیں وَبَدَلَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ کے تحت
برباد کر دیتے ہیں کبھی معلم الملکوت جو کہ سات لاکھ سال مقفل و نگاہ رہا اِنَّ
عَلَيْكَ لَعْنَتِي اِلٰی يَوْمِ الدِّينِ ۱۲۵ سے اس کی پیشانی کو داغ دیتے اور اس
کے جسم سے لباس فرشتگی ادھیڑ دیتے ہیں۔ اور کبھی بلعم باعور جیسے آدمی کو کہ
یگانہ روزگار تھا اور اسمِ اعظم کی خلعت سے سرفراز تھا مسجد سے باہر نکال کر کھینچتے
اور کتوں کے طویلیں میں باندھ دیتے ہیں۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ
عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرَكْهُ يَلْهَثْ ۱۲۶ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا
ہے

بی نیازیش را چہ کفر و چہ دیں

بی زبانش را چہ شک و چہ یقین

(ترجمہ : اس کی بے نیازی کے آگے کیا کفر اور کیا دین۔ اس کے سکوت کے
آگے کیا شک اور کیا یقین)۔

اے بھائی ! یہ دنیا قرار و آرام کی جگہ کہاں ؟ خوشی و خرمی کی جگہ کہاں ؟
نقل ہے کہ حضرت رسالتِ پناہؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ اے بھائی جبریلؑ آپ کا
کام کیسا چل رہا ہے ؟ کہا یا رسول اللہؐ ! جب سے کہ ہم میں سے ایک کو راندہ
ورگاہ کیا گیا ہے کسی کو آرام و قرار نہیں رہا۔ اب سچو لو کہ ہم بد نصیبوں کو کیا کرنا

چاہیے۔ جب تک فرصت ہے اور جیسے بھی ہو شب و روز اپنا غم کھانا اور ہر لحظہ
خاک اپنے سر پر اڑانا چاہیے کہ تعطل و ناامیدی شرط کار نہیں۔ اتنا تو ہو سکتا ہے کہ
اگر مردوں کا ایمان حاصل نہ ہو تو بوڑھی عورت اور مخموشوں کا ایمان تو حاصل ہو جائے
گا۔ اگر دولت خورشید ہاتھ سے جاتی رہی تو چراغ تو ہے جس کسی نے کہا خوب
کہا ہے

از بختِ بدم اگر فروشد خورشید
از نورِ رختِ ہما چراغِ گیسوم

(ترجمہ :- اگر میرے بختِ بد کی وجہ سے خورشید غروب ہو گیا ہے تو اے
ماہ میں نے تیرے نورِ رخ سے چراغ روشن کر لیا ہے)۔

ورنہ اے بھائی! کیا ہم اور کیا فرعون! کیا نمرود اور کیا ترسا و یہود! اے
بھائی! جو اس دنیا سے ایمان سلامت لے گیا وہی مرد ہے۔ اور خواجہ جنسیدؒ
و شبلیؒ کی اتباع کرتا ہے۔ باقی سب خیال ہی خیال ہے

بیرونِ گور لافِ کرامت چہ می زنی

ایمان اگر بہ گور بری از کرامت است

(ترجمہ :- موت سے پہلے کرامت کی کیا شیخیاں بگھارتا ہے۔ کرامت تو یہ ہے
کہ اپنا ایمان گور میں سلامت لے جائے)۔

پس اے بھائی! مشائخِ دین کی اتباع کرو۔ اور شیطان کے دست
و سوا اس سے اپنے کو بچائے رکھو تاکہ اس کے ہاتھ نہ پڑ جاؤ اور اگر پڑ گئے تو جلد از
جلد اپنے کو اس کے چنگل سے چھڑالو۔ جب تک کام ہاتھ سے نکل نہیں گیا اس کا
علاج کرو۔ بس ہوشیار رہنا اور اپنا غم کھانا چاہیے جب تک کہ درِ توبہ بند نہ ہو
جائے (یعنی نزع سے پہلے) اسی مقام کے لیے کہا ہے

اے پیر گنہگار در توبہ کشادہ است
 انواعِ نغم بہر تو آمادہ نہادہ است
 بشتاب سوئے توبہ کہ از مادر گیتی
 از کروں تاخیر بسے واقعہ زادہ است

(ترجمہ :- اے گناہ آلودہ سے، دیکھ در توبہ اب بھی کھلا ہوا ہے۔ طرح طرح کی نغمہیں تیری منتظر ہیں۔ توبہ کی طرف جلد رجوع ہو جا کہ تاخیر کی صورت میں مادر گیتی کے لہجے سے بے شمار واقعات نے جہنم لیا ہے)۔

فائدہ ۶۔

گناہ کرنا اور توبہ کرنا آدم اور ان کے فرزندوں کا کام ہے

اے بھائی! سمجھ لو کہ اول آفرینش سے آخر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتوں کا کام ہے۔ شروع سے آخر تک گناہ میں آلودہ رہنا شیاطین کا کام۔ گناہ کرنا اور توبہ کرنا۔ یہ آدم اور ان کے فرزندوں کا کام ہے۔ اے بھائی! کوئی بندہ محض از گناہ گناہ کی بنا پر مانع نہیں ہے۔ ہاں اگر مانع ہے تو ترک توبہ پر۔ دیکھتے نہیں کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور ساتھ ہی توبہ بھی کرتا ہے تو اجماع اس پر ہے کہ وہ مانع نہیں ہوا۔

الْكَاتِبَ عَنِ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (۲۷)۔ آدمی سے اگر گناہ سرزد ہو جائے تو کیا عجب ہے کہ اس کی سرشت ہی شہوت اور نفسانی خواہشات سے مرکب ہے۔ شیطان اس کے تعاقب میں لگا ہے اور نفس اس کے پیراہن کے اندر چھپا بیٹھا ہے۔ اے بھائی! جس حال میں بھی ہو اور جو کام بھی کرتے ہو توبہ سے خالی نہ رہو۔ کیونکہ خدا کے کام اطاعت شعاروں کی اطاعت سے منزہ اور عاصیوں کی معصیت سے پاک ہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اور کوئی علت و درمیان نہیں۔ اسی موقع کے لیے بزرگوں کا ارشاد ہے۔ الْفَضْلُ لِمَنْ فَضَّلَهُ اللَّهُ لَا بِالْعَمَلِ وَلَا بِالْجَوْهَرِ (۲۸)۔ کیونکہ اگر عمل ہی پر فضل کا انحصار ہوتا تو بہر طور پہلی امتیں اس امت پر فضیلت رکھتیں۔ دوست سو، آٹھ سو اور ہزار سال کی عمریں پاتے تھے اور ان کا عمل بلاشبہ زیادہ تھا۔ اور اس امت کی عمر اکثر ساٹھ ستر سال ہوتی ہے۔ پس ان کا عمل اور ان کا کام بے شک حقوڑا ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود اس امت پر ساری امتوں سے زیادہ فضل کیا گیا

ہے۔ اور اگر فضل کا انحصار جوہر پر ہوتا تو شیطان کو آدم پر فضیلت ہوتی کیونکہ اس کی ساخت آتش نورانی سے ہے اور آدم خاکی ظلماتی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود شیطان پر آدم کو فضیلت عطا ہوئی۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ فضل کا انحصار نہ تو عمل پر ہے نہ جوہر پر۔ پس ثابت ہوا کہ فضل اسی پر ہوتا ہے جس پر خدا فضل کرنا چاہے۔ لیکن یہاں بات توبہ پر ہو رہی ہے۔ اے بھائی! وہ جو سلطانِ انبیاء اور بادشاہِ اولیاء علی اللہ علیہ وسلم ہیں ہر روز ستر بار استغفار پڑھتے تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ **وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْیْكَ** (۱۹) تو ستر سے سو بار پڑھنے لگے۔ اس میں غایتِ فرمانبرداری کی طرف اشارہ ہے۔ ہر چند کہ جو مطیعِ تر اور پاکیزہ تر ہوتے ہیں ان کی زندگی کا کوئی لمحہ توبہ و استغفار سے خالی نہیں رہتا۔ آدمی کی ہلاکت ترکِ توبہ و استغفار سے ہے۔ محض گناہ سے نہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابیسی علیہ اللعنة کے قصے پر نظر کرو کہ کس طرح آدمؑ گرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنا شروع کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا (۳) اور ملعون گرا کا گرا رہا۔ یہاں تک کہ اسے **إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ** سے دعا گیا۔ اے بھائی! بندے کو عدا گناہ نہ کرنا چاہیے۔ اور اگر گناہ میں گر گیا تو بہت جلد اُس کو اٹھ جانا چاہیے جیسا کہ اُس کے باپ اٹھ گئے تھے اور وہی کہنا چاہیے جو باپ نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا۔ اس افتادگی پر اصرار نہ کرنا چاہیے کہ یہ کفر کا دیباچہ ہے جیسا کہ قابیل نے کیا اور آخر کافر ہوا۔ انسانوں میں وہی پہلا شخص تھا جس نے گناہ کیا، اس پر اصرار کیا اور آخر کافر ہو گیا۔ **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا**۔ پس چاہیے کہ گناہ کے قریب نہ جائے اور اگر ایسی افتاد پڑ بھی جائے تو فوراً اٹھے اور کہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا اور گناہ پر اصرار سے ایسے بھاگے جیسا کفر سے بھاگتا ہے۔ کیوں کہ

ساری ہلاکتیں اصرار میں ہیں۔ شریعت کا فتویٰ ہے لَا صَغِيرَةٌ مَعَ الْإِصْرَارِ
وَلَا كَبِيرَةٌ مَعَ الْإِسْتِغْفَارِ (۳۱)۔ اے بھائی! اجل گھات میں ہے
اور فرصت عزیز ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک ملک الموت تمہارے روبرو ہو
اور تم پہچان نہ سکو۔ اے بھائی! خواہ تم کتنے ہی آلودہ اور ملوث کیوں نہ ہو توبہ
اختیار کرو اور فضل کے امیدوار ہو۔ کیونکہ تم فرعون کے جادو گروں سے زیادہ
گنہ آلودہ نہیں ہو۔ اور کوہ طور کے پتھر سے زیادہ جمود کی صفت نہیں رکھتے ہو۔
اور چوبِ حمانہ سے زیادہ بے قیمت نہیں ہو۔ غلام اگر حبش سے بھی لایا جائے تو
نقصان کیا ہے اس کے مالک نے تو اس کا نام کا فور رکھ دیا ہے۔ اے بھائی!
لانگہ نے جب کہا کہ اس کے فساد کے مقابلے میں ہم میں تاب نہیں ہے تو ندا آئی بے شک!
اگر میں اسے تمہارے پاس بھیجوں تو تم اسے رد کر دینا اگر تمہارے ہاتھ بیچوں تو نہ خریدنا۔
ڈرتے ہو کہ اس کی معصیت ہماری رحمت پر سبقت لے جائے گی۔ یا یہ ڈرتے ہو کہ اس کی
آلودگی سے ہماری قدوسیت کے کمال میں نقص واقع ہوگا؟ یہ مشتبہ خاک تو ہماری جناب
میں مقبول ہے۔ جب ہم نے اسے قبول کر لیا ہے تو اس کی معصیت اور آلودگی سے کیا
نقصان۔ اسی مقام کے لیے کہا ہے

سراسر یا ہمہ عظیم بدیدی و حسریدی تو

زہے کالا سہ پر عیب وزہے لطف خریداری

(ترجمہ :- میں سراسر عیب تھا۔ تو نے دیکھا اور مجھے خرید لیا۔ کیا کہنے اس پر عیب
متاع کے اور کیا کہنے اس لطف خریداری کے)۔

فائدہ۔

تجربہ و تفرید مرید کے لیے شرطِ راہ ہے

اے بھائی! سمجھ لو کہ تجربہ و تفرید مرید کے لیے شرطِ راہ ہے۔ تجربہ تو خلاق و علائق سے علیحدگی ہے اور تفرید اپنے آپ سے، نہ دل میں غبار ہو نہ پشت پر بار ہو، نہ کسی میں شمار ہو، نہ سینے میں آزار ہو، نہ مخلوق سے کوئی سروکار۔ اس کی بہت عرش سے پرے اور کوئین سے بھی ماوراء ہو۔ اپنی مراد (یعنی حق سبحانہ تعالیٰ) کے ساتھ آرام پائے اور باوجود کوئین کے حصول سے دوست کے بغیر اسے خوشی نہ ہو اور دونوں جہاں میں سے کچھ بھی حاصل نہ ہو مگر دوست مل جائے تو ناخوش نہ ہو۔ ایک عزیز نے کہا ہے (اَحْسَنُ مَعَ اللَّهِ وَلَا رَاحَتُ مَعَ غَيْرِ اللَّهِ) (۱۳۱)۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

باتو دل مسجد دست دے تو کشت

بے تو دل دوزخ ست و باتو بہشت

(ترجمہ :- تو ہے تو دل مسجد ہے۔ تو نہیں تو بہت خانہ ہے۔ تیرے بغیر دل دوزخ ہے اور تو ہے تو بہشت ہے)۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ غیر حق کے بغیر تو گزارا ممکن ہے مگر حق کے بغیر کسی حال میں ممکن نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو بھی وحی کے ذریعے ہی اطلاع دی گئی ہے اِنَّا بَدَاكَ الْاَلَا نَرْمُکَ (میں تیرے لیے ناگزیر ہوں)۔ تو ہر چیز کے بغیر گزارہ کر سکتا ہے میرے بغیر نہیں۔ بہر صورت انا کی تختی توڑ دیتے ہیں اور ویدۃ انا کو نکال ڈالتے ہیں۔ مروءت کی نظریں موت و حیات یک رنگ ہو جاتے ہیں۔ رد و قبول، مدح و ذم اس کی ترازو میں ہم وزن ہو جاتے ہیں۔ بہشت و دوزخ کا اس کے حاشیہ دل میں گذر

نہیں۔ دنیا و آخرت کی اس کے سینے میں جگہ نہیں۔ روٹی اور پیسے کے لیے مخلوق کے آگے اس کی گردن خم نہیں۔ وہ ایک ایسا بلند ہمت غواص ہے جو محیط جہاں کا شناسا و رس ہے اور کوہِ شبِ افروز اس کا معاوضہ ہے۔ وہ بوڑھی عورت کے چھوٹے سے چراغ کے دھوئیں پر کب دھیان دے سکتا ہے۔ اس کا مقصود تو درگاہِ الہی ہے۔ اس کا دل ماسوی اللہ کے لیے سست رفتار اور اس کی طلب جاہ و کرامت کی راہ میں پاشکستہ ہے۔ تنگ و ناموس کی تختی دھو کر صاف کر دی گئی ہے اور روشنی یہ ہے کہ **لَوْ نَرَحُ حَسَنِي الْعَرْشِ لَمُحَنَّقَةٌ (۲۳)** یعنی اگر عرشِ مجید بھی میری ہمت کے مقابل آتا ہے تو اسے نیچا دکھا دوں گا۔ **وَلَوْ أَقْبَلْنِي الْكَوْنَانِ لَهَدُمُهُ (۲۴)** اگر دنیا و آخرت میری ہمت کے آگے آتے ہیں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤں گا کہ فنا ہو جائیں۔ اُس کا عیش تو یہ ہے کہ کھور سینا سے ہر لحظہ اسے ندائے طلب آتی ہے اور وہ موسیٰ کی طرح لغوہِ ادنیٰ بلند کرتا ہے اور اس کے جواب میں ازراہِ عزت حضرت مطلوب سے لن ترانی سنتا رہے۔ کیا کہنے ہیں اس کام کے اور کیا کہنے اس جنونِ آب و خاک کے۔ جب مرید صادق کو یہ تجرید و تفرید حاصل ہو جاتی ہے تو اس عالم میں اس کی جلوہ گری بھی اس طرح کرتے ہیں کہ **يَا دَاوُدُ إِذَا سَرَّيْتَ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا (۲۵)** داؤد علیہ السلام جیسا پیغمبر اس کا خادم ہو جاتا ہے۔ پس اسی سے جان لینا چاہیے کہ دوسروں کی کیا حیثیت ہوگی۔ خدائی میں عقل کی رسائی نہیں۔ یہ تو اس کی مشیت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ **يَفْعَلِ اللَّهُ مَا يَشَاءُ**۔ بت خانہ آفر سے ابراہیم خلیل اللہ کے پیدا ہونے پر نظر کرو۔ بت کدہ عبد اللہ سے محمد حبیب خدا کے ظہور پر غور کرو۔ یہ انکشافِ مرید پر رفتہ رفتہ اور تدریجاً ہوں گے۔ **إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ**۔ اے بھائی! آج دین کی راہ میں جو خار بھی نکلے اُسے پکڑ لینا چاہیے اگر وہ چھوٹ گیا تو ایک دن اُس خار سے تیر بنایا جائے گا جو تمہارے دل و جگر پر چلا یا جائے گا۔ دیکھتے نہیں کہ موسیٰ

کو جب مکالمت کی دولت سے نواز آگیا وَكَانَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (۲۶)
 اور انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پینسہ سبروں کو دیکھا۔ چودہ کلماتِ حق بلا واسطہ
 ان پر نازل ہوتے۔ سر سے ناخن پانک وہ ہمہ تن گوش ہو گئے یہاں تک کہ وہ ہر عضو
 سے اسی طرح سنتے تھے جس طرح کانوں سے سنتے ہیں۔ جو بھی کلمہ ان پر نازل ہوتا اس
 سے وہ بیوش ہو جاتے اور ہر مرتبہ جب ہوش میں آتے تو ان کے اوپر پر یہ تازیانہ لگایا
 جاتا وَقَتَلَتْ نَفْسًا يَا مُوسَىٰ یعنی اے موسیٰ بغیر ہماری وحی کے تم نے کیسے
 ایک قطبی کو قتل کر دیا۔ اگر دوزخ کے ساتوں طبقوں کا عذاب بھی دیدہ موسیٰ کے سامنے
 رکھ دیا جاتا تو اس کی تکلیف ایسی نہ ہوتی جیسی کہ ان کے فعل کو ان کے روبرو پیش کرنے
 سے ہوتی تھی۔ اور پھر اس وقت جب کہ ان پر اتنی نوازشیں تھیں اور خلعتیں عطا ہو رہی
 تھیں وہ غار کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی راہ میں چھوڑا تھا ان کے دیدہ دولت کا مدعی
 بن گیا۔ اے بھائی! مردوں کی طرح جی اور مردوں کی طرح کھانا کھا۔ عاشقوں کے لیے
 دریا پایاب ہے۔ وفا ہو کہ جفا، منع ہو کہ عطا، سب یکساں ہیں۔ یہی نشانِ صدق
 ہے روایت ہے کہ جب شہبازِ محبت آشیانہٴ عزت سے پرواز کر گیا تو عرش پر پہونچا۔
 عظمت کا مشاہدہ کیا۔ پھر اس سے گذر گیا۔ اور کرسی کے پاس پہونچا۔ اس کی وسعت
 نظر آئی مگر وہاں سے بھی گذر گیا۔ اور آسمان پر پہونچا۔ رفعت نظر آئی۔ مگر وہاں سے
 بھی گذر گیا اور پھر خاک پر پہونچا۔ محنت کو دیکھا آئے آیا۔ پوچھا کیا عجب معاملہ ہے؟ یہ
 کیا ہوا؟ جواب دیا۔ میں محبت ہوں اور وہ محنت ہے۔ ہمارے درمیان عالمِ ظاہر
 میں نقطے کا فرق ہے اور معنوی اعتبار سے جاننے والے جانتے ہیں۔ لوحِ محفوظ
 میں جو پہلا لفظ لکھا گیا تھا وہ محبت کا لفظ تھا۔ پس نقطہ ”با“ نقطہ ”نون“ کے ساتھ
 متصل ہوا تو محنت ہو گیا۔ ترکیب ایک ہی ہے نقطے کا فرق ہے (اوپر اور نیچے) اگر نگہ
 نیک سے دیکھو تو دونوں ایک ہی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بزرگوں کا ارشاد ہے

کہ ہر نقطے میں ہزاروں قہر پوشیدہ ہیں اور ہر حرف میں سینکڑوں ہزاروں عالمِ شربت
 زہر سے بھرے ہیں۔ ہر لمحہ اس کے دوستوں کی آرزو ہے کہ پیٹیں اور مست ہو جائیں۔
 مگر خطاب ہوتا ہے اَصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا تَتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
 تُفْلِحُونَ (۲۴)۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

قائدہ ۸

بشر خلاصہ موجودات اور زبدۂ مخلوقات ہے

اے بھائی! سمجھ لو کہ بشر خلاصہ موجودات و مخلوقات ہے۔ جو کچھ رکھتا ہے بشر رکھتا ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے نقش بر دیوار ہے۔ پس غافل نہ ہونا چاہیے کہ جو آب و گل کو میسر ہے اٹھارہ ہزار عالموں کو بھی نہیں۔ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِي ۝۸۱ سے ظاہر کرتا ہے۔ غور کرو کہ فرشتوں کو اپنی تقدیس و طہارت کے باوصف محض کُلُّ عِبَادٍ مُّكْرَمُوْنَ (۳۹) کا مقام ملا۔ لیکن یُجَبِّسُهُمْ وَيُجَبِّسُهُمْ (۱) کے لیے اگر کسی کو شائستہ سمجھا گیا تو اس آب و خاک کو۔ اس میں بھید کی بات یہی ہے جو کسی نے کہا ہے۔

خاک راجوں کا رہا پاک اوستاد

پیش آدمِ عرش و رخاک اوستاد

(ترجمہ :- جب خاک کا معاملہ پاک سے ہوا تو آدم کے آگے عرش بھی خاک پر گر

پڑا)۔

اے بھائی! جب اس نے ایک مشت خاک کو اپنی کمالِ قدرت سے اپنا لیا تو چالیس برس تک اُسے اپنی نظر کے آفتابِ نور کی تمیش میں رکھا۔ یہاں تک کہ اُس سے لپٹی کی نمناکی دور ہو گئی۔ تب ملائکہ سے فرمایا کہ اس عجیب و غریب شکل و صورت والے کی بارگاہ میں جاؤ اور اس کے آستانِ جلال کو جو کہ سات آسمانوں سے بھی پرے ہے بوسہ دو۔ فَقَعُوْا اِلَيْهِ سَاجِدِيْنَ (۴۰) اُس وقت حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ یہ مرتبت، یہ منقبت، یہ یرکات اور یہ منزلت مٹی کا

نصیب نہ تھا۔ بلکہ سلطانِ دل کی خاطر تھیں۔ قُلِ السُّرُوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (۴۱) کے جسد میں لطائفِ الہی میں سے ایک لطیفہ، اسرارِ پادشاہی میں سے ایک سر اور معانی غیب میں سے ایک معنی ہے۔ آدم کے سوزدائے دل میں ودیعت کیا گیا۔ اور حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے اس سربستہ راز کی یوں نشان دہی کی گئی ہے إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ (۴۲) جو اس سرِ عظیم کی محض تشبیہ و تمثیل کے طور پر ہے۔ جب ملائے اعلیٰ نے اس بزرگی اور علوئے مرتبت کو دیکھا تو بے باک خاک کے استانے پر اپنی روحوں کو شمار کر دیا۔ وہ ملعون جو اپنے زمانے کا چمکاوڑ تھا جب آفتابِ آدم کے مقابل ہوا تو آنکھیں ملنے لگا۔ اور اپنی انتہائی بدقسمتی کے سبب اس دولتِ نور کا ایک ذرہ بھی نہ دیکھ پایا۔ آدم کی ذات اسرارِ غیب کی اقامت گاہ ہے۔ ورنہ ایک مشیتِ خاک کی یہ اہمیت کہاں کہ خطائے قدس کے ساکن اور منابرِ انس کے خلیف اس کے آگے سجدہ ریز ہو جائیں۔ گل بے حاصل کی ایک مٹھی اور اس کی یہ آبرو کہ جبریل امین بامیکن کو حکم دیا جائے کہ اسْبِجْ دُولَهُ۔ اس مشیتِ خاک نے بلاشبہ اپنے لطیفہِ دل کی بنا پر ہی ایسی خلعت پائی ہے۔ تمام اہلِ خرد اس بات پر متحیر اور انگشتِ بندہاں ہیں کہ کیا بات ہے کہ حق تعالیٰ خاک کو دوست رکھتا ہے ایک عزیز نے حق تعالیٰ کی شان میں کہا ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جو اپنی صنعت کو دوست رکھتا ہے وہ خود کو دوست رکھتا ہے۔ روایت ہے کہ جب پیغمبرِ آدم علیہ السلام بہشت میں پہنچے تو شریعت نے آواز دی وَلَا تَقْرَبُوا هَذِهِ الشَّجَرَةَ (۴۳) طریقت نے کہا اِهْبِطُوا مِنْهَا (۴۴)۔ شریعت نے لکھارا اس سے دُور رہو۔ طریقت نے صلاح دی ان سب میں آگ لگا۔ آدم نے کہا بہشت تو مجھے آراستگی اور مقامِ خواجگی ہے۔ ہمارے دل میں ایک بات آئی ہے کہ ایک روز اپنے ہی کلمہ اخراں میں چلیں کہ خواجگی ہمیں راس نہیں آتی سر پر وہ غیب

سے ندا آتی کہ اے آدم! مسافرت اختیار کرو۔ کہا کیوں نہ اختیار کریں جب کہ ہمیں کام راہ میں ہے۔ فرمایا لگ جاؤ کام پر۔ کہا موجودہ کام سے دوسرا کام بہتر ہے۔ یہاں بہشت زیر فرمان اور رضوان و ملائکہ چاکر و خادمان ہیں۔ فرمایا کہ دارالسلام کو چھوڑ کر دارالسلام لینا ہوگا۔ سر سے تاج اتار کر افلاس کی دھول سر پر ڈالنا ہوگی۔ نام نیک کو ملامت میں بدلنا ہوگا۔ پس وَعَصَى آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَى (۴۵) کو اختیار کرنا ہوگا۔ جواب دیا یہ سب منظور ہے۔ عالم میں ندا لگا دی مجھے پرواہ نہیں اور اپنا غارت گریہ ہاتھ خلافت کے دولت خانے پر پھیر دیا۔ یہ نہ کہہ کہ آدم سے بہشت چھین لی گئی۔ اس طرح کہہ کہ آدم کو بہشت سے چھین لیا گیا۔ قلب گریاں مرغ بریاں سے آسودگی حاصل نہیں کرتا۔ جاں سوختہ اور جگر خستہ کی نظر حور و قصور پر نہیں پڑتی خاک کو حقیر نہ جانو۔ ہر نقد کہ ہے اسی آب و خاک میں ہے۔ ہر وجود کہ ہے جیفہ آب و خاک سے باہر نہیں۔ باقی جو ہے نقش بردیوار ہے۔ عزیزان طریقت کا کہنا ہے کہ دولت و سعادت کے لاکھوں خزینے بھی آدم پر بچھاؤ کر دیئے جاتے تب بھی وہ بات نہ ہوتی جو وَعَصَى آدَمَ رَبَّهُ کے سراپوہ قہر میں گھسیٹنے سے پیدا ہوئی۔ آدم کی عصمت سراپوہ تقدیر میں قدیم تھی مگر ان کو وَعَصَى آدَمَ رَبَّهُ کے مقام سے گزرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کے فرزندوں پر توبہ کا دروازہ کھلا رہے۔ یہ قدرت کا ایک کرشمہ تھا اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی درگاہ کی عزت تھی۔ اسی نسبت سے دفتر خلقت میں اس کو ہر کو خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (۴۶) کے اعزاز سے نوازا گیا۔ ایسی شاہی خلعت کے لیے وَعَصَى آدَمَ رَبَّهُ کی قبا و کلاہ معمولی بات نہیں۔ فرز دوس اعلیٰ اور دارالسلام میں قدرت کی جو نوازشیں تھیں اور جو الطاف تھے سب آدم پر فریفتہ ہو گئے۔ کیوں کہ ایسا عجیب الخلق اور عجوبہ روزگار انہوں نے کسی اور کو نہ دیکھا تھا۔ سبھوں نے آدم کے دامن کو اپنے عشق کے ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔ بلند بہت آدم دل گرفتہ ہو گئے۔ حکم

انہیں چاہیے تھا اور بارِ حکم انہیں کھینچنا تھا۔ بہشت تو سرائے ناز ٹھیری۔ حکم کا بوجھ اٹھانے کا یارا اس میں کہاں۔ فریاد کی۔ بارِ الہی! کوئی بہانہ چاہیے جس کے سہارے میں حورانِ بہشت سے خلاصی پاسکوں۔ گندم کا درخت یہی بہانہ تھا۔ پھر عالم میں دَعَصٰی رَبَّہُ کی مذاکج گئی۔ اور سب نے اس کے دامن سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ اے بھائی! آدم کے راستے پر چلے بغیر آدم کی بات نہیں کی جاسکتی۔ آدم کا دامن دین کے غم نے تھام لیا تو انہوں نے دارِ السلام کے عوض دارِ الملام کو قبول کر لیا۔ پوچھا گیا۔ شیطان سے عداوت کر سکو گے؟ اصطفا کو چھوڑ سکو گے؟ نیک نامی پر غصیاں کا داغ ثبت کر سکو گے؟ اور خلافت کے تاج کو تعلین بنا سکو گے؟ کہا۔ ان سب باتوں کے لیے تیار ہوں مگر حدیثِ محبت کا اندوہ مجھ سے کم نہ کر۔ انہوں نے خود ہی اس طرح خروج کیا ہے اور فردوس کی مملکت اپنی نازشوں اور نعمتوں کے باوجود ان کے ہاتھوں پر باد ہوئی۔ اے بھائی! اگر تمام پاکوں کی عصمت اور تمام معصوموں کا اخلاص تیری طینت کا ملبوس بھی بن جاتے تو دیکھنا فریفتہ نہ ہونا۔ اور اگر زہر میں کبھی ہزاروں تیغیں بھی تیرے سر پر لگائی جائیں تو دیکھنا شکست نہ کھانا۔ اے بھائی! جبریل کو بھی اس کام کے اسرار کا پتہ نہیں ہے۔ میں اور تو اور ہماری طرح کے لوگ بھلا کون ہوتے ہیں؟ پیغمبرِ آدم علیہ السلام کو مسجدِ ملائک بنایا گیا۔ مملکتِ بہشت انہیں اکرام کی گئی۔ پھر یکایک انہیں بہشت سے نکال دیا گیا۔ یہ اعلان کیا گیا کہ دَعَصٰی آذَقَ رَبَّہُ فَعَوٰی! اسی لیے تو کہتے ہیں کہ آدم کو تاج و تخت بادشاہی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوئے پہلا ہی روز تھا اور وہ ابھی تمام بھی نہ ہوا تھا کہ انہیں بہشت سے برہنہ جسم باہر نکال دیا گیا۔ اے بھائی! غور کرو کہ بہشت جیسے مقام پر تاجِ عصمت سر پر رکھنے اور قبائے خلافت جسم پر اوڑھنے کے باوصف ہمارے پدرِ بزرگوار ایک سانس بھی ایسا نہ لے سکے جو بلاؤل سے خالی ہو ایک قدم بھی ایسا نہ اٹھا سکے جو بے محنت ہو تو ہم لوگ جو ان کے

فرزند ہیں اور دارِ بلا میں مقید، سراسے ابتلا میں سرگرداں، ہزاروں خطافوں اور گناہوں میں آلودہ اور عذاب و عقوبت کے مستحق ہیں کس طرح ممکن ہے کہ ایک سانس بھی بے محنت لیں اور ایک قدم بھی بے بلا چلیں۔ اے بھائی! ہماری غذا اور ہمارا کھانا ماں کے پیٹ ہی سے خون کے سوا کیا ہے؟ پس اس خوشخوار کو مرا و راحت سے کیا کام خوشی و خوش نشی سے کیا کام۔ وہ جو سلطانِ انبیاء اور بادشاہِ اولیاء ہیں ان کی قریا پر غور کرو کہ کس قدر درودندانہ ہے **يَا لَيْتَ رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْلُقْ مُحَمَّدٌ** اور وہ کہ بعد انبیاء و رسل افضل البشر ہیں ان کی فریاد ہے کہ اے کاش میں برگِ درخت ہوتا کہ کجریاں مجھے کھا لیتیں۔ اور وہ جن کے اعزاز میں **اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا** کہا گیا روتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ اے کاش! میں اپنی ماں کے لہن میں حیض کا خون ہوتا اور ضائع ہو جاتا۔ پھر بھائی! ہم اور تم کیا چیز ہیں جو کام مجھ پر اور تم پر آ پڑا ہے نہ اُسے پہاڑ سہارا سکتا ہے نہ آسمان ہی کو اس کا یارا ہے۔ نہ زمین میں تاب و مجال ہے۔ جب یہ حال ہے تو بہتر ہے کہ دعا کے لیے ہر وقت ہاتھ اٹھے رہیں۔

یا الہ العالمین در ماندہ ام
عرقِ خوں در خشک شتی راندہ ام
در میانِ راہ تنہا ماندہ ام
کس نہ دارم بے سرو یا ماندہ ام

(ترجمہ :- اے الہ العالمین میں در ماندہ ہوں۔ خون میں عرق میری کشتی خشکی پر چل رہی ہے۔ راستے میں اکیلارہ گیا ہوں۔ میرا کوئی نہیں۔ بے سرو پارہ گیا ہوں)۔

اے بھائی! آج یہ جگہ (یعنی دنیا) ہزاروں بلاؤں اور آفتوں کے ساتھ اور

اور امر و نواہی کی ہزاروں بندشوں کے ساتھ ہمارے آگے سے شیطان اور نفس ہمارا
 پیچھا کر رہے ہیں۔ کیسے کہتے ہو کہ گناہ نہ کرو۔ یہ بڑا عجیب کلمہ ہے۔ ایک دن پیغمبر
 آدم علیہ السلام نے ابلیس علیہ اللعنتہ کو دیکھا تو پوچھا۔ اے لعین! تو نے میرے
 ساتھ یہ کیا کیا؟ کہنے لگا اے آدم! یہ کام کہ میں نے تیرے ساتھ کیا مانے لیتا ہوں۔
 مگر یہ بتا کہ میرے ساتھ یہ سب کچھ کس نے کیا۔ خوب کہا ہے کسی نے سے

صیادِ ازل دانہ کہ بردام نہاد
 مرغِ بگرفت و آدمش نام نہاد
 ہر نیک و بدے کہ در جہاں می گذرد
 خود میکند و بہانہ بر عام نہاد

(ترجمہ :- صیادِ ازل نے دام میں دانہ ڈال کر ایک پرندے کو گرفتار کیا اور اس
 کا نام آدم رکھ دیا۔ جہاں میں جو کچھ خیر و شر ہوتا ہے۔ خود کرتے ہیں اور بہانہ عامتہ
 الناس کو بناتے ہیں)۔

شیطان کیا ہے؟ اور نفس کیا ہے؟ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ (۴۹)
 وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (۵۰)۔ سوائے اس کے چارہ کیا ہے کہ پیش چوگاں گیند
 بنے رہیں اور انتظار کرتے رہیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔

قائدہ ۹۔

توبہ کے مقام کا درست کرنا مہماتِ کار سے ہے

اے بھائی! سمجھ لو کہ سب سے پہلے تن، جامہ اور لقمہ پاک اور حلال چاہیے۔ تب حواسِ خمسہ معصیت اور نافرمانی سے پاک ہوں گے۔ پھر اس وقت دل تمام بے اوصاف جیسے نخل، کینہ و حسد سے پاک ہوگا۔ جب یہ پہلی پاکی حاصل ہوگئی تو سمجھو کہ مریدِ دین کے راستے پر ایک قدم چلا۔ اور جب دوسری پاکی حاصل ہوئی۔ دین کی راہ میں مرید کے دو قدم طے ہوئے اور جب تیسری پاکی بھی حاصل ہوگئی تو مرید تین قدم بڑھ گیا۔ توبہ کی حقیقت اسی مقام پر حاصل ہوگئی اور اسی جگہ مرید حقیقی طور پر تائب ہو گیا۔ اس کو ”گروہش“ (اوصافِ مذمومہ کا اوصافِ حمیدہ سے بدل جانا) کہتے ہیں۔ یعنی آلودگی اور نجاست کی حالت سے پاکی کی حالت کی جانب پٹ گیا۔ کیسا تھا اب مسجد بن گیا، بت خانہ تھا صومعہ بن گیا۔ اس وقت مرید کے دل پر ایمان کا آفتاب طلوع ہوگا اور اسلام کا جمال اس پر ظاہر ہوگا۔ معرفت کا دروازہ اس کے سینے میں کھل جائے گا۔ لیکن کوئی معاملہ یا کوئی مجاہدہ اگر بے طہارت ہے تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

اوصافِ ذمیمہ چوں بدل شد

ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد

(ترجمہ :- جب اوصافِ ذمیمہ بدل گئے۔ تیرے اندر کے سب راز کھل گئے۔ جب توبہ نمودار ہوئی تو ایمان کا آفتاب سینے میں اس کے توبہ کے مطابق چمکے گا۔ توبہ کا دروازہ جس قدر کھلتا ہے اسی قدر ایمان کا آفتاب اس پر اپنی چمک ڈالتا

ہے۔ پس توبہ کا مقام درست کرنا ہی سب سے بڑی مہم ہے۔ اسی معنی میں سنو۔

اے پیر گنہگار درِ توبہ کشادہ است
انواعِ تنہم بہر تو آمادہ است
بشتاب سوئے توبہ کہ از مادر گستی
از گردن تاخیر بسے واقعہ زاد است

(ترجمہ :- اے گناہوں میں آلودہ بڈھے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ طرح طرح کی نعمتیں ہیں جو تیری منتظر ہیں۔ توبہ کے لیے جلدی کر۔ مادر گستی سے تاخیر کے سبب بہت سے واقعات تنہم لے چکے ہیں۔)

کسی کو بت کے آگے سے چشم زدن میں اٹھا کر ایسی مقبولیت بخشتے ہیں کہ اس کی پیشانی سجدۂ بت سے گرم ہی رہتی ہے کہ اسے تمام فرشتوں اور تمام آسمانوں سے بلند کر دیتے ہیں۔ اور ایک ایسی صفت سے اسے متصف کرتے ہیں کہ اگر اس دُجن و ملک بھی تلاش کریں تو اس کا مقام نہ پاسکیں۔ سرگرداں و حیران ہو کر پوچھیں کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ جواب ملتا ہے فَتَعَالٰ لِمَا یُرِیدُ میں نے جو چاہا کیا۔ چوں دُچرا کی اس بارگاہ میں گنجائش نہیں۔ یہاں علت کا کوئی دخل نہیں کیوں کہ یہاں کے کام بے علت ہیں۔ ہم ایک کو بازید بناتے ہیں اور ایک کو ابو جہل ایک کو اعلیٰ علیین پر پہونچاتے ہیں اور ایک کو اسْفَلَ سَا فِلِیْن میں گھسیٹتے ہیں کوئی علت درمیان نہیں۔ تم ان سوالوں سے باز رہو۔ چوں دُچرا عالم انسانیت میں صرف کرو۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے

ہیتِ این کار راہِ مشکل است
صد جہاں زیں سہم پر خونِ دل است

خون صدیقاں ازیں حسرت بریخت
آسمان بر فسق الیشاں خاک ریخت

(ترجمہ :- اس راہ کی ہیبت ایک مشکل کام ہے۔ سیکڑوں جہاں ہیں کہ جن کے
دل اس کی ہیبت سے خون ہیں۔ صدیقیوں کا خون اسی حسرت میں بہتا ہے اور
آسمان ان کے فسق و فجور پر خاک اڑاتا ہے)۔

اے بھائی! نہ کسی کے ایمان و طاعت سے اس کے جمال و کمال کو تقویت حاصل
ہے نہ کسی کے کفر و معصیت سے اسے نقصان و زوال۔ اگر سارا عالم کعبہ اور تمام
جن و انس ابو بکر صدیق بن جائیں تو بھی کیا؟ اور اگر تمام عالم بت کردہ اور تمام جن
و انس نمرود و فرعون ہو جائیں تو بھی کیا؟۔ کہتے ہیں ۷۷

بے نیاز لیش را چہ کفر چہ دیں
بے زبانیش را چہ شک و یقین

(ترجمہ :- اس کی بے نیازی کے سامنے کیا کفر اور کیا دیں۔ اس کے سکوت کے
آگے شک کیا اور یقین کیا)۔

نہ از عیسیٰ رسد سودت نہ موسیٰ

نہ از فرعون زیاں بودت نہ نمرود

(ترجمہ :- نہ تجھے عیسیٰ سے فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ موسیٰ سے۔ نہ فرعون تیرے
نقصان کا باعث ہے نہ نمرود)۔

دریشتی اور مسکینتی! احتیاج تمام ہے کہ دنیا کے

فتنوں اور اہل دنیا کی بلاؤں سے محفوظ رہے

اے بھائی! عالم میں پہلے صوفی آدم علیہ السلام تھے۔ حق تعالیٰ نے انہیں خاک سے پیدا کیا۔ مقامِ اجتہاد و اصطفاء تک پہنچایا اور خلافت سے انہیں نوازا۔ پہلے تو انہوں نے مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان چلہ کھینچا کہ مرید کے لیے آغازِ کار چلہ ضروری قرار پایا۔ جب چالیس دن تجرید کے عالم میں بسر ہو گئے تو حق تعالیٰ نے انہیں ماندہ (دستر خوان) روح عطا کیا۔ ان کے دل میں عقل کا چراغ روشن کیا۔ حکمت کا نور ان کے دل سے زبان پر لایا۔ اور وہ حرکت میں آ گئے۔ خلعتِ خلافت عطا ہوئے ہی وہ مسجود ملائک ہوئے اور اپنے ارادے سے سوئے بہشت چلنے لگے۔ کہا گیا کہ اپنے حواس و اعضاء کو قابو میں رکھو اور اپنے اختیار سے حرکت مت کرو۔ مگر آدم نے جرات کی اور انبساط میں ہاتھ بڑھا دیا۔ کہیں گاہ غیب سے عتاب کا زخم پہنچا و عَصَا اَدَمَ سَرَابًا۔ پھر تو وہ بہت شکستہ خاطر ہوئے اور استغفار میں مشغول ہو گئے اور کہا سَرَبْنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔ صوفیاء نے اسی مقام سے سنتِ استغفار کا درس لیا ہے۔ خلافت و خواجگی کے جو اسباب آدم کو حاصل تھے چھین لئے گئے۔ وہ برہنہ کھڑے تھے اور استغفار کرتے تھے۔ حکم ہوا کہ اے آدم! اسی تاوان کے ساتھ دنیا کا سفر کرو کہ شرطِ ارادت یہی ہے۔ جب بھی لغزش ہوگی سفر اختیار کرنا ہو گا۔ آدم نے تنہا اور برہنہ زمین کا سفر اختیار کیا۔ ان کے تن پر کوئی لباس نہ تھا۔ حکم

ہوا کہ اے آدم تن ڈھانک لو۔ درختوں سے پتے مانگے۔ تین پتے ملے جنہیں باہم ملا کر سیا اور ایک مرقع بنالیا۔ خود کو اس مرقع سے ڈھانک کر زمین پر سفر کرنے لگے۔ تین سو سال تک آنکھوں سے اشک حسرت رواں رہے یہاں تک کہ انہیں پاک کیا گیا اور
 اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ (۵۰) سے مصطفیٰ ہوئے۔ آدم صوفی ہو گئے۔ وہ جامہ کہ درختوں سے مانگ کر پہنا اور مرقع بنالیا تھا تمام عمر عزیز رہا اور جب وقت آخر آیا تو پیغمبر شیت علیہ السلام کو یہی مرقع پہنایا گیا اور خلافت ان کے سپرد کی گئی۔ یہ طریقہ بعد میں عہد بعہد جاری رہا اور اس طرح دولت تصوف انبیاء میں نسل بعد نسل رواں رہی۔ مسافر صوفیوں کو دنیا میں ایک جماعت خانہ چاہیے جہاں وہ ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کے لیے جمع ہو سکیں اور ایک دوسرے کو اپنی سرگزشت سنائیں۔ اس طرح کعبہ کی صورت دنیا میں ظہور میں آئی اور وہی دنیا کی سب سے پہلی خانقاہ بنا۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی خانقاہ نہ تھی لہذا کعبہ ظہور پذیر ہوا۔

فائدہ - ۱۱

مرید کو ابو بکر صدیق کی طرح اور

پیر کو محمد مصطفیٰ کی طرح ہونا چاہیے

اے بھائی! سمجھ لو کہ مرید کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہونا چاہیے اور پیر کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح جیسا کہ خبر میں ہے کہ مَا صَبَّ اللَّهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي إِلَّا وَقَدْ صَبْتُ فِي صَدْرِ ابْنِي بَكْرٍ^(۵۱) یہ صب دل سے دل کے اندر تھا کہ گوش و زبان کو بھی اس کی خبر نہ تھی۔ زہے مرید و زہے پیر جب تک دنیا باقی ہے ہرگز نہ ایسا پیر ملے گا اور نہ ایسا مرید۔ وہ جو کہتے ہیں کہ مریدی پیر پرستی ہے اسی وجہ سے ہے۔ اگر تمہاری حرکات و سکنات پیر کے ارشاد کے بموجب ہیں تو تم پیر کے مرید ہو۔ اور اگر وہ تمہاری خواہش اور ہوس کے تابع ہیں تو تم اپنی خواہش کے مرید ہو۔ پیر کے مرید نہیں ہو۔ اسی موقع کے لیے کسی نے کہا ہے

خود را بہ رکاب رہبرے بند

تا باز رہا ندت ازیں بند

(ترجمہ :- خود کو اپنے رہبر کی رکاب سے باندھ لے تاکہ تجھے دوسرے بندھنوں سے

نجات مل جائے۔)

اس گروہ کا اجماع ہے کہ اگر پیر اپنے مرید کو کوئی ایسا کام بتائے جو بظاہر خلاف دین ہے اور مرید پیر کے فرمان کی اتباع میں اس بظاہر خلاف دین کام کا ارتکاب کرے تو وہ بے شک اپنے پیر کا مرید ہوا۔ اور اگر خلاف فرمان کیا اور شریعت کے مطابق کام کیا تو

وہ پیر کا مرید نہ ہوگا۔ اپنے ہی دین کا مرید ہوگا۔ اسی موقع کے لیے ہے۔

ہرچہ اُدگفت رازِ مطلقِ داں

ہرچہ اُدکرد کردہ حقِ داں

(ترجمہ :- وہ جو کچھ ارشاد فرمائے اسے رازِ مطلق سمجھو اور جو کچھ وہ کرے اُسے اللہ کا فعل۔)

مریض کے لیے سوائے اس کے کہ طبیب کے حکم پر چلے کوئی چارہ نہیں۔ مریض کو کیا حق پہنچتا ہے کہ طبیب کو حکم دے کہ مجھے وہ دوا دے یہ دوا نہ دو۔ میرے لیے یہ دوا رکھو وہ نہ رکھو۔ اگر اُسے خود علم ہوتا تو طبیب کی حاجت ہی کیا تھی؟ وہ اپنا طبیب خود آپ ہوتا۔ اور اگر پیر ایسا نہ ہو تو اسے پیر نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ یوں ہے کہ وہ ابھی مریض ہے۔ عیلتوں میں مبتلا ہے۔ خود طبیب کا محتاج ہے۔ دوسرے کا طبیب کیسے بن سکتا ہے؟ پس معلوم ہوا کہ آج جو خلل ہے اسی وجہ سے ہے کہ نہ مرید ہی کو خبر ہے کہ مریدی کیا ہے اور نہ پیر جانتا ہے کہ پیری کیا ہے۔ محض ایک بے حقیقت رسم پر لوگ قناعت کر گئے ہیں اور اسے پیری مریدی کا نام دے رکھا ہے۔ تمام ترکرا ہی ہے۔ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اور درمیان میں کچھ نہیں۔ چنانچہ قایل کتاب ہے :-

یہ سچ نہ درکاسہ و چندیں نمکس

یہ سچ نہ درقافندہ چندیں جرکس

(ترجمہ :- کشکول خالی ہے مگر اتنی مکھیاں ہیں۔ قافلے میں کوئی نہیں مگر جس بج رہے ہیں۔)

اگر مرید اس قابل ہوتا کہ پیر کے افعال کو اپنے علم اور عقل کی ترازو میں توڑے تو اسے مریدی کی کیا حاجت ہوتی۔ اُسے خود پیری کرنی چاہیے۔ اگر صرف کے ترازو میں پہار کو تو لا جا سکتا ہے تو مرید کی عقل رکبک کی ترازو میں پیر کے افعال بھی تو

جاسکتے ہیں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔ وہ ممکن نہیں ہے پس یہ بھی محال ہے۔ اس طرح کے مرید بہت کم منزل مقصود کو پہنچتے ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں۔ بہر کیف یہ ساری تقریر اس کلمے کے ضمن میں تھی کہ اگر پیر ایسے کام کا حکم دے جو مرید کی نظر میں خلاف دین ہو تو مرید کو چاہیے کہ خلاف دین کام پیر کے حکم کی مطابقت میں کر گزرے جس نے بھی کہا خوب کہا ہے۔

ہرچہ اُوگفت رازِ مطلق داں
ہرچہ اُوکرد کردہ حق داں
ترجمہ :- پیر جو کچھ کہے اُسے رازِ مطلق سمجھو اور وہ جو کچھ کرے اُسے اللہ کا فعل جانو۔

یہاں مشکو و جاہل کے اعتراض کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ بات اس کے حوصلے سے باہر ہے۔ اس بے چارے نے زندگی بھر میں ایسی بات کہاں سنی ہوگی۔ بول اٹھتا ہے۔
هَذَا اِفْكٌ قَدْ يُمْ (۵۲) اس گروہ کا جواب بغیر شور و غوغا اور بحث و تمحیص کے قاضی عین القضاۃ کی زبان میں یہ ہوتا ہے۔
نہ ہر ہی تو مرا راہِ خویش گیر و برد
ترا سلامت یاد امرانگوں ساری

ترجمہ :- تو میرا ہمراہی نہیں۔ اپنی راہ لے۔ تیری سلامت روی تجھے مبارک اور میری نگوں ساری مجھے۔

اے بھائی! مرید وہ ہے جو خود کو پیر کے حوالے کر دے اَلْاِسْرَاقَةُ تَرْکُ الْاِسْرَاقَةَ (۵۲) کا مفہوم یہ ہے کہ مرید اپنی خواہشات سے اس طرح باہر نکل آئے جس طرح سانپ اپنی کیچلی سے نکل آتا ہے۔ یا مردہ غُسال کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اگر تعرض کا ذرہ برابر بھی شائبہ باقی ہے یا باطن میں چون و چرا کی رتی برابر بھی گنجائش

ہے تو ایسا مرید خود پرست ہے پیر پرست ہرگز نہیں۔ اسی جہت سے کہتے ہیں کہ مرید کو پیر پرست ہونا چاہیے تاکہ وہ خدا پرست ہو سکے۔ مَنْ يَطْعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (۵۵) کے معنی یہی ہیں۔ اے بھائی پیغمبروں کی مثال طبیبوں کی سی ہے اور خلق کی مثال بیمار کی سی۔ قرآن گویا ایک خزانہ ہے۔ اس آیت کو پڑھو وَ نَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (۵۶) کے بھید کو پاؤ۔ ہر مرض کے مطابق دوا تجویز کی گئی ہے۔ اور ہر علت کے لیے مختلف معجون تیار کئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر مرض کا ازالہ ہو سکے اور صحت حاصل ہو۔ ہلاکت سے نجات ملے اور دین کا جمال نمایاں ہو۔ اسی قسم کی جماعت کے لیے کہ پیغمبروں کے وارث ہیں تَكَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عَقُولِهِمْ (۵۷) ارشاد ہوا ہے۔ اسی لیے وہ ہر ایک کی عقل کے مطابق بات کرتے ہیں اور ہر علت کی مقدار کو پیش نظر رکھ کر دوا تجویز کرتے ہیں۔ خبردار۔ ان کے ہر تصرف پر ایسا اعتقاد ہونا چاہیے جیسے هَذَا كَوْحِي مُنْزَلٌ اِذَا بَطْنٌ مِّنْ بَالٍ بَرَّابِغِي جَوْنٍ وَجْهٌ اَكَا جَنْبِہِ كَارِ فَرَمَا ہو گا تو تو منکر ہے مرید نہیں۔ کہتے ہیں ایک مرید نے اپنے پیر سے کہا آج رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کچھ فرما رہے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ وہ کیسے؟ پیر نے فوراً اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ بیداری کی حالت میں تیرا باطن اس چوں و چہرہ سے پاک ہوتا تو خواب میں بھی چوں و چہرہ نہ کرتا۔ ان ہی معنوں میں کسی نے کہا ہے

ہم نہ نادیدہ ماہ کے شوداؤ

بندہ نابودہ شاہ کے شوداؤ

(ترجمہ :- جس نے سورج کو نہیں دیکھا وہ چاند کیسے بن سکتا ہے۔ جو بندہ نہ ہوا بادشاہ کیونکر ہو سکتا ہے)۔

اگر ارشاد ہو کہ رات ہے اور تم آفتاب کو درخشاں دیکھ رہے ہو،
 تب بھی تمہیں یہی کہنا چاہیے کہ میں غلط دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو رات ہی رات ہے۔
 مریدی اور ارادت آسان کام نہیں۔ حق کے راستے بہت سے ہیں مگر یہ راہ تمام
 راہوں سے زیادہ نادر اور عزیز ہے۔

فائدہ ۱۲۔

دنیا بڑی مکار، بے وفا اور بوقلموں ہے

اے بھائی! دنیا بڑی مکار، بے وفا اور بوقلموں روزگار ہے۔ ایک ایسی زیر بھری شے ہے جو شہد کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ صبح جس پر نوازش ہے شام اس سے گریز ہے۔ صبح دم جس سے نماز ادا کراتی ہے شام کو اسے غافل کر دیتی ہے اس کے جام میں گھاس پھوس اور اس کے پیالے میں مکھیاں ضرور پاؤ گے۔ اسی مقام کے لیے ہے۔

از جام او پیش کہ در آں جام زیر است
گلبرک او مبر کہ در آں زیر خار است

(ترجمہ :- اس کے جام کو منہ نہ لگا کہ اس میں مختلف قسم کے زیر بھرے ہیں۔ اس کے پھول کی پنکھڑیوں کو نہ سونگھ کہ اس کے نیچے کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ بوڑھی دلہن بہت سے خوشخوار اور ظالم بادشاہوں کو موت کے گھاٹ اتار چکی ہے اور بہت سے عاشقوں کو جو اس کا دم بھرتے تھے پامال کر چکی ہے۔ جسے بھی کچھ دیا اس سے واپس لے لیا۔ جسے بھی کچھ بخشی ہے واپس مانگ لیتی ہے۔
الدُّنْيَا سَاحِرَةٌ (۵۸) اس کا جادو اس حد تک ہے کہ اس کی تمام آرائش و نمائش خواب ہی خواب ہے۔ اور اس کا کھانا، پہنا سب خیال ہی خیال ہے۔ جس قدر بھی اس کے لذات و شہوات نظر آتے ہیں ان کی حیثیت احتلام سے زیادہ نہیں لیکن ایک جہاں ہے کہ اس کے پیچھے سرگرداں ہے جس نے یہ رباعی لکھی ہے۔
خدا اس کی جان پر رحمت کرے

حال دنیا را بہ پرسیدم من دیوانہ
گفت یا خوابست یا بادلیست یا افسانہ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل درو بہ بست
گفت یا غولست یا دیولست یا دیوانہ

(ترجمہ :- میں نے کسی دیوانے (راہ حق کے) سے ایک بار دنیا کا حال پوچھا تو جواب ملا کہ وہ خواب ہے، ہول ہے یا افسانہ ہے۔ پھر میں نے کہا کہ جس نے اس سے دل لگایا ہے؟ کہا یا تو وہ جن ہے یا شیطان ہے یا دیوانہ)۔

اے بھائی! بزرگوں کا ارشاد ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس سے دل شاد ہو۔ مگر ہاں، اس کی تہ میں ایک چیز ایسی ہے جس سے دل غمناک ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی خوشی بغیر غم کے، کوئی مسرت بلا ماتم کے دنیا میں پیدا ہی نہیں کی گئی۔ کتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا سخت بد حال ہے سیاہ رو مکروہ صورت ہے۔ اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے؟ کہا دنیا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کتنے شوہروں سے تیرا واسطہ ہے۔ کہنے لگی بے حد و اندازہ۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ان شوہروں میں سے کتنوں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ کہا کسی نے نہیں۔ سب کو میں نے قتل کیا جیسے جیسے وہ ناپید ہوتے جاتے ہیں مجھے آرام و قرار ملتا جاتا ہے۔ اے بھائی! اگر دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو اس میں وفا کی کچھ بوباس ہوتی۔ حسن ہوتا، بہار ہوتی تو کون اہل بصیرت و دانش تھا کہ اسے چوڑا اور ہم تک پہنچنے دیتا؟ انبیاء اور اولیاء جو تمام خلافت میں فضیلت رکھتے ہیں اسے تین طلاق والی نہ گردانتے۔ اے بھائی! یہ جہاں ایک دریائے بلا ہے۔ ایک جھون (ایک دریا کا نام) پر خون ہے۔ دنیا ایک معشوقہ فنان اور دریائے بے سرو سامان ہے۔ وہ ایک ایسا کھلاڑی ہے جو عجیب ہے۔ اس کی بوجہی طرح افزا رہے۔ اس کا جمال زیر نقاب ہے، رفتار ناصواب اور دل بے مہری سے

آراستہ خلق کو اپنے آپ سے بے بہرہ رکھتی ہے۔ صبح جس سے اختلاط ہے شام
اس سے احتراز ہے۔ صبح جس سے نماز ادا کراتی ہے شام کے وقت اسے غفلت
میں ڈال دیتی ہے۔ یہ عروس زال ہے کہ بہت سے شاہوں کو اس نے تباہ کیا۔ بہت
سے عاشقوں کو ذلیل کیا۔ یہ جہاں یک سرفریب اور سراسر عیب ہے۔ لیکن اس میں
ایک خوبی ہے کہ یہ آخرت کی کھیتی ہے جس میں محکم بوئے جاسکتے ہیں تاکہ آخرت میں اس
کی فصل میسر ہو۔ دنیا کا سب سے معمولی عیب یہ ہے کہ روزانہ بے وقاشوہر کی طرح
دوسری عورتوں سے دل لگاتی اور زانی عورت کی طرح ہر لمحہ دوسرے سے یاری
کرتی ہے جس کسی نے اس سے کچھ پایا اسے لوٹانا پڑا۔ کسی کو بخش دیا تو واپس مانگ
لیا۔ شوخ چشم اس بلا کی ہے کہ بخش سے اسے شرم نہیں آتی۔ ایسی احمق رعنا ہے کہ
نیک و بد میں امتیاز نہیں کرتی۔ اس کے عیب و نقص بہت ہیں اور قباحتیں فضیلتیں
بے شمار۔ اس کے باوجود ایک عالم اس کا دیوانہ اور اس کی طالب و آرزو میں
گرفتار ہے۔ پس اے بھائی! سمجھ لو کہ مومن و کافر، مخلص و منافق یہاں یک زبان
ہیں کہ دنیا بد اور مایہ فتنہ و فساد ہے۔ فرعون و نمرود بھی اسی دنیا کے لیے دعوائے خلائی
کر بیٹھے، بلعم باعور اور برصیصا جیسے زہا و اسی دنیا کے سبب ہلاک ہوئے۔ فرزندِ ان
آدم پر آج جو خرابی ہے اسی دنیا کے سبب ہے۔ بزرگوں نے اسی مقام کے لیے کہا
ہے کہ دنیا ایک دانگ کے برابر ہے کہ اس کا آدھا تو قارون کے ساتھ زمین و وزہو
گیا اور دوسرا آدھا تمام بنی نوع انسان کا مقسوم ہوا۔ ایک آدمی کے حصے میں کیا
پڑے گا۔ بزرگوں کے ارشاد کے مطابق الدُّنْيَا كَهَيْفَ آدَمَ يَعْنِي دُنْيَا
آدم کا پاخانہ ہے۔ پس اے بھائی! پاخانے میں کیا لذت اور کیا نعمت مل سکتی
ہے۔ کس قسم کی راحت اور کس قسم کا ذوق حاصل ہو سکتا ہے؟ اشارہ یہ ہے
کہ ہر مومن دنیا میں اس طرح بسر کرے جیسے پاخانے میں ہے کہ بمقدار ضرورت،

نفرت و کراہت و ناخوشی کے ساتھ نہ کہ رغبت اور خوشی کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہی کچھ حال دنیا کا ہے۔ اس سے ایک فرد کیا حصہ پاسکتا ہے کہ اسے لے کر دین کو چھوڑ دے۔ دین و دنیا کا اجتماع ناممکن ہے۔ اے بھائی! اگر کل بہشت میں دیدار کا وعدہ نہ ہوتا تو اس گروہ کی زبان پر بہشت کا ذکر بھی نہ آتا۔ کہتے ہیں کہ سلطان العربین خواجہ ابوریزید قدس اللہ سرہ العزیزہ کی زبان پر کبھی دنیا کا ذکر آتا تو وضو فرماتے اور بہشت کا ذکر آتا تو غسل فرماتے۔ لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں؟ فرمایا دنیا حادث ہے پس اس کا ذکر معنوی طور پر حدث کے حکم میں آیا اور حدث سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر بہشت قضائے شہوت کی جگہ ہے۔ پس اس کا ذکر معنوی طور پر جنابت کے حکم میں آیا اور جنابت سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہ مردوں کی باتیں ہیں مختصلاً کا قصہ نہیں اس جگہ کوئی فضول بات نہ کرنی چاہیے۔ تلوار کا وارہتا اور تلوار چلتا ہے وہ کوئی اور ہے کاسہ لیس اور گند خود اور ہے۔ شاہ و گدا ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ خبردار عاشقوں اور مردان راہ حق کو اپنی مختصر عقل کے ترازو میں نہ تول کہ یہ لوگ تیری ترازو کے حوصلے سے کہیں زیادہ ہیں۔ جہاں آفتاب عشق چمکتا ہے وہاں ستارہ عقل کی کیا مجال کہ تابندہ ہو۔ ہمیں ان احوال پر سوائے ایمان و تصدیق کے کوئی چارہ نہیں۔ اس موقع کے لیے ایک بیت ہے۔

طمعہ کاں پاکبازاں را دہند

ہرگز ان کے نو نیازاں را دہند

ترجمہ :- وہ لقمہ کہ پاکبازوں کو عطا ہوتا ہے۔ نئے نیاز مندوں کو وہ کہاں

نصیب ہوتا ہے۔

اے بھائی! خوب سمجھ لو کہ یہی درویش و حقیقت پادشاہ ہیں۔ ان کے ملک اور ان کی پادشاہی کی حدود نہ دنیا میں سما سکتی ہیں نہ آخرت میں۔ اگر کوئی پوچھے کہ پھر

کہاں سماتے ہیں تو کہنا کہ صحرا ہے جسے فضائے ربوبیت کا نام دیتے ہیں۔ اسی مقام کے لیے ایک بیت ہے۔

مارا بجز ایں جہاں جہانے دگر است
جز دوزخ و فردوس مکانے دگر است

(ترجمہ :- ہمارے لیے اس جہان کے سوا ایک دوسرا جہاں ہے۔ دوزخ اور جنت کے علاوہ ایک دوسرا مکان ہے)۔

جب ان کے ملک اور پادشاہی کا یہ حال ہو جس کا ایک شمس نے تمہارے گوش گزار کیا ہے تو اندازہ کرو کہ ان کے درویش اور مسکین کھانے کا راز کیا ہے یقیناً وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ملک اور پادشاہی پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ اَلْعَيْنُ حَقُّ اٰتٰی ثَابِتَةً اَشْرَهَا (۵۹)۔ تمام ناموں میں وہ نام جو مخلوق میں بہت مکر وہ ہے اور خلق اُس سے گریز کرتی ہے ان لوگوں نے اپنے لیے اختیار کر رکھا ہے اور خلق کی نظروں سے اس طرح پردہ کر لیا ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے۔

خلق آفت لست زود بگریز

وز سود و زیان شان بہ پرہیز

(ترجمہ :- خلق تیرے لیے آفت ہے اس سے جلد بھاگ اور اُن کے نفع و نقصان سے پرہیز کر)۔

اے بھائی! کہتے ہیں کہ اگر درویش فاقے سے ہے تو وہ رات اس کے معراج کی رات ہے۔ فاقہ اور بھوک کا درویشی کی غایت میں۔ کوئی بھی سیر ہو کر کھانے والا کبھی دین کی راہ پر نہیں چل سکتا۔ جب درویش کے پاس کچھ ہوتا ہے کھا لیتا ہے۔ کچھ نہ ہو اور مستعار لے لے تو پھر درویشی کیا رہی۔ کہتے ہیں کہ اگر فرعون بھوکا رہتا تو خدائی کا دعویٰ ہرگز نہ کرتا۔ پس یہ بلا پیٹ بھر کھانے سے پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ شکم سیر

نمازی کو شیطان اپنا ہم کنار کر لیتا ہے اور بھوکے آدمی سے چاہے وہ سویا ہوا ہی ہو شیطان دور بھاگتا ہے۔ اسلام و ایمان کے بہتر اور کافر کے ساتھ سو فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ گرسنگی پسندیدہ اور سیری ناپسندیدہ ہے۔ شہوت ایندھن کی طرح ہے اور گرسنگی گویا آگ ہے۔ تمام شہوتیں بھوک کی آگ میں جل جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ گرسنگی ایک ایسا ابر ہے جس سے بارانِ حکمت ہی برستا ہے۔ اور سیری ایک ایسی آفت ہے جو کفر و معصیت کی راہ کے سوا اور کچھ نہیں دکھاتی یہاں بھید کی بات یہی ہے جو اس شہوی میں کہی گئی ہے۔

نفس و تانغ گر گدائی میسکند

در حقیقت پادشاہی میسکند

دوست رازاں گرسند وارد مدام

تاز جان خویش سیر آید متام

(ترجمہ :- نفس اگر تانغ ہے تو گدائی سے کچھ نہیں ہوتا وہ فقیری میں شاہی کرتا ہے۔ اسی مصلحت سے دوست کو ہمیشہ بھوکا رکھتے ہیں تاکہ اسے اپنی جان ہی سے مکمل سیری ہو جائے۔)

اے بھائی! درویشی اور مسکینی راحت تمام ہے کہ دنیا اور اہل دنیا کی بلاؤں سے محفوظ ہے۔ درویشی کے کام میں سختی کی غرض و غایت یہ ہے کہ مرید کو فاقے کی نوبت آجائے کیونکہ فاقے کی شب اس کے لیے معراج کی شب ہوتی ہو۔ اے بھائی! ملک اور ملکوت میں جو کچھ تھا وہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے آگے شبِ معراج میں لایا گیا۔ مگر آپ نے انہیں گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھا۔ اور فرمایا الْفُقَرَاءُ فَخْرِي کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو مسجد ملائکہ بنایا گیا اور بہشت کے آٹھوں طبقے انہیں انعام کر دیئے گئے تو ناگاہ

ان کی نگاہ فقر و فاقہ کی ریزیت پر پڑی۔ جی اتنا مائل ہوا کہ آٹھوں بہشت ایک دانہ گندم کے عوض بیچ ڈالے۔ خستہ فقیری اوڑھ لیا اور بوستان بہشت کو چھوڑ کر خارستان دنیا کا سفر اختیار کیا۔ اس نسبت سے تم ہی فیصلہ کر لو کہ بہشت کی مملکت و بادشاہی کا ایک دانہ گندم کے عوض فروخت کر دینا کھائے کا سودا تھا یا منافع کا۔ انہی معنوں میں بیت ہے۔

جان آدم چوں بسِ فقر سوخت

بہشت جنت را بیک گندم فروخت

(ترجمہ :- آدم کی جان پر جب فقر کا بھید کھلا تو ایک گندم کے عوض آٹھوں جنتیں بیچ بیٹھے)۔

اے بھائی! فرعون، قارون اور نرود کو جو کچھ دے رکھا تھا اگر آج تمہیں حاصل نہیں ہے تو یہ نہ سمجھنا کہ تم اس کے لائق نہیں ہو بلکہ نگرانی کی گئی ہے کہ اس میں اس طرح موٹ نہ ہو جاؤ جس طرح وہ لوگ ہو گئے۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا کی بلاؤں سے نجات صرف قناعت میں ممکن ہے۔ لہذا اپنے کام میں فقر و فاقہ پر استقامت اختیار کرو۔ تاکہ اہل فقر و فاقہ کو کل قیامت میں جو دولت نصیب ہوگی اس میں تمہیں حصہ میسر آسکے۔ صاحبان فقر و فاقہ کو جو نعمت اور جو دولت ملے گی اسے دنیا کے دولت مند جب آخرت میں دیکھیں گے تو اس کے آرزو مند ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے اے کاش! دنیا میں ہماری عمر گدائی میں بسر ہوتی۔ بھید یہ ہے کہ

نفس و تانغ گر گدائی می کُند

در حقیقت پادشاہی می کُند

(ترجمہ :- قناعت پسند نفس اگر گدائی کرتا ہے تو وہ درحقیقت بادشاہی کرتا ہے)۔

اے بھائی! سمجھ لو کہ زاہد اور ہے، عابد اور ہے، اور درویش اور اِذَا
 تَمَّ الْفَقْرُ فَهَوَّ اللَّهُ (۶۰) زاہدوں اور عابدوں کے گرد کیا چکر لگانا سونا تو بس
 سراف کی دوکان ہی سے ملے گا نہ کہ بقال اور سبزی فروش کی دوکان سے سے
 گرد ہر شہر ہمدردہ چوں گردی
 دل در آں رہ طلب کہ گم گردی
 (ترجمہ :- ہر شہر میں کیا فضول گھومنا۔ دل وہیں ڈھونڈنا چاہیے جہاں اسے
 کھویا ہے)۔

بھائی! تم ایک طرف کو چلے۔ بلاشبہ وہاں جو کچھ موجود تھا، اُن عزیزوں نے
 تمہارے آگے رکھ دیا۔ اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتے تھے؟ معلوم نہیں تم اسی متاع کی
 طلب میں نکلے تھے یا طلبِ حق کے لیے۔ اگر اس متاع کی طلب میں نکلے تھے تو وہ تمہیں
 حاصل ہو گئی۔ اور تم نے اپنے مقصود کو پایا۔ خوش رہو، خرم رہو، شینگی کرو، مریدی
 کرو۔ خانقاہ اور جماعت خانہ، دعوت اور جمعیت ہر روز میسر رہے۔ اور اگر طلبِ حق
 میں چلے تھے تو طالبِ حق کے لیے تو یہ ساری متاع معنوی طور سے بُت و زنا رہے۔
 آخرت کے بارے میں تم نے سنا ہی ہے کہ لَا شَغَالٌ بِالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ
 وَالصَّلَاةِ النَّوَافِلِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ أُمُورٌ حَسَنَةٌ وَلَكِنْ
 شَأْنُ الطَّالِبِ شَأْنٌ آخِرٌ (۶۱)۔ اسی طرف اشارہ ہے کہ سے

اے درویش! رو بہی شد شیر تو
 تشنہ می میسری و دریا زیر تو
 تشنہ از دریا جُدائی می گئی
 بر سر گنجے گدائی می گئی

گر بکثرت خویش رہ یا بی تمام
قدسیا نرا فرع خود بینی تمام

(ترجمہ :- افسوس کہ تو شیر ہو کر بھی لومڑی بن گیا ہے ۔ دریا پہلو میں رکھ کر
بھی پیاسا مر رہا ہے ۔ دریا سے پیاسا ہی جدا ہو رہا ہے ۔ خزانے پر بیٹھا ہے اور گدائی
کو رہا ہے ۔ اگر تو اپنی حقیقت کا راز پائے تو ملائکہ کا جلوہ اپنے حسن و جمال
میں دیکھ لے گا ۔)

سبحان اللہ! جب طالبانِ حق کو وصال کی خوشی میسر نہیں ہوتی تو اس
کی حسرت کا غم اور مصیبت اتنا عظیم سرمایہ ہوتے ہیں کہ ایک دن کی اس مصیبت
اور غم سے وہ زائدوں اور عابدوں کے سترائست سالہ زہد و عبادت کو خرید لیتا ہے۔
عطّار کی جان پر رحمت ہو جنہوں نے کہا ہے کہ

کُفر کا فندہ را و دیں دیندار را
فِرّہ درِ دلِ عطّار را

(ترجمہ :- کُفر کا فر کو مبارک ہو اور دیندار کو دین عطّار کو بس درِ دل
کا ایک فِرّہ چاہیے)۔

اے بھائی! آج درویش کی حیثیت کبریتِ احمر کی ہے ۔ یُسْمَعُ وَلَا يُرَى^(۱۶)
زائدوں اور عابدوں سے یہ کام بن نہیں سکتا۔ اہلِ ظاہر اہلِ عادت و رسم کو ریاست
پرست ہیں منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا نہیں سکتے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے
یہ بات کہی گئی ہے :-

دروِ عشق آمد و دوائے ہمد ولی
حل نشد بے عشق ہمد گز مشکلی

اے درینا جان و تن درباختیم
 قیمت جان ذرّہ نشا خستیم
 (ترجمہ :- درو عشق ہر دِل کی دوا ہے۔ عشق کے بغیر کوئی مشکل آسان نہیں ہوتی۔
 ہاتے افسوس ہم نے جسم جان کی بازی لگا دی اور جان کی قیمت ایک ذرّہ بھی نہ
 پہچان پائے)۔

پس کیا کیا جائے! بقدر امکان کام میں لگے رہو کہ وقت ابھی باقی ہے۔
 اور اس بے نصیبی کے پردے کو جسے نفس کہتے ہیں، مستی کہتے اور خودی کہتے ہیں اپنے
 آگے سے ہٹا دو کہ اس کا یوں ہٹانا بحکم باطن تم پر فرض عین ہے۔ خواہ مسجد میں ہو یا
 بُت خانے میں، خواہ دستار کے ساتھ یا زنا کے ساتھ۔ اس مثل میں اشارہ یہی ہو۔
 اِنَّ فِي الْخَمْرِ مَعْنٰی لَیْسَ فِی الْعَنَبِ (۴۲) اس رباعی میں بھی اسی بات کی طرف
 اشارہ ہے۔

در بستکہ گر خیال معشوقہ ماست
 رفتن بطواف کعبہ از عقل خطاست
 گر کعبہ از دُبوئے نذار و کنش ہست
 یا دُبوئے وصال او کنش کعبہ ماست
 (ترجمہ :- اگر بستکہ میں محبوب کا خیال دامگیر ہے تو عقل کے حکم پر کعبے کا طواف
 کرنا خطا ہے۔ اگر کعبے میں اُس کی بُو نہ ہو تو کنشت ہے اور کنشت میں اس کے وصال
 کی بو ملے تو وہی ہمارا کعبہ ہے)۔

دوست در خانہ و ماگر وہ ہاں کر دیدیم
 (دوست تو گھر میں ہے اور ہم ہیں کہ سارے جہاں میں اسے ڈھونڈتے پھرتے ہیں)۔
 اسی طرح خاک و آب کو کیا دیکھنا۔ دیکھنا تو اُسے ہے جو اس خاک و آب میں مہیا

ہے۔ ورنہ مقدس و مطہر فرشتوں کا ایک عالم خاک کو کیوں سجدہ کرتا۔ خاک کو خلقت کا رتبہ بلند کیونکر ملتا۔ خواجہ عطارؒ سے سنو کیا کہتے ہیں۔

تا نیامد جان عالم آشکار
 رہ نہ استند سوتے کردگار
 رہ پدید آمد چو آدم شد پدید
 زد کلید ہر دو عالم شد پدید

(ترجمہ :- یعنی جب تک تم پر اپنی حقیقت نہ کھلی تم خدا تک پہنچنے کے راستے سے آگاہ نہ تھے۔ آدم پیدا ہوئے۔ یعنی تم نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو دونوں جہان کی کلید تمہیں مل گئی۔)

بہر حال کاتب الحروف کو جو کچھ فراہم ہوا لکھ دیا۔ اور یہ تو مشہور ہے کہ
 وَلِلنَّاسِ فِيهَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبَ (۶۴)۔ اب بھائی طے کر لو کہ تمہارا مقصود کیا ہے۔ مگر ہوشیار رہنا کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کچھ بھی تمہارا مقصود ہے وہی تمہارا معبود ہے۔ اگر تم زبان سے ہزار مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دو تو بھی کیا حاصل ہے

گر ہمہ عالم ثواب تو بود
 تا تو میسب باشی عذاب تو بود

(ترجمہ :- اگر تمام عالم ثواب ہو جائے تو بھی جب تک تیرا نفس باقی ہے یہ سب کچھ تیرے لیے عذاب ہے)۔

المخلاصہ ہر چند کہ یہ بیچارہ بہت پرست ہے۔ گرفتار نفس ہے، خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ (۶۵) ہے مگر دنیا اور آخرت میں اہل اللہ کے سوا کسی کو اپنا یار نہیں گردانتا۔ دل و جان سے ان کا بندہ و غلام ہے۔ دوسروں کو سلام اور یہ معذرت کہ سے

منم و بادیه حسرت و گمراہی چند
 توغتاں بارکش اے خواجہ کہ ہمراہ نہ
 (ترجمہ: میں ہوں اور حسرت و گمراہی کے صحرا۔ اے خواجہ تو تو باگ کھینچ
 لے کہ تو میرا ہمراہی نہیں)۔

اللہ کا شکر ہے کہ دولت آں برادر کو حاصل ہے۔ پس چاہیے کہ مفلسوں اور
 گداؤں کو بے نصیب نہ چھوڑیں۔ اجابت دعا کا ہنگام ہے۔ تنہا خوری جو اُمروں
 کا کام نہیں۔ شَرُّ النَّاسِ مَنْ أَكَلَ وَخَدَّهٖ (۶۶)۔ وَاللّٰهُ عَالِمٌ۔

خلق میں نیک نامی منافقت کی علامت ہے

شرف منیری جو علماء کے آستانے کا خارشستی کتا ہے بہ ہزار خجالت و شرمندگی اور بہ ہزار معذرت و سرافندگی جناب صدر کے آستانے پر سلام و تحیت بھیجتا اور کہتا ہے کہ یہ سب رُویاہ کون ہوتا ہے کہ جس کا ذکر اتنی تواضع کے ساتھ جناب صدر نے کیا ہے۔ بہ تو ویسے ہی ہے کہ مشک سے کہا گیا ”تجھ میں ایک عیب ہے“ اس نے پوچھا ”وہ عیب کہاں ہے“۔ لوگوں نے کہا ”تو کس و ناکس کو بو دیتی ہو“ مشک نے جواب دیا ”میں یہ تو نہیں دیکھتی کہ وہ کون ہے میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ میں کون ہوں“۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو آپ صاحب صدر اس مدبر و موزول کو ملک المشائخ اور قطب الاولیاء اور اپنے آپ کو اس کا معتقد کیونکر کہتے؟ ہیہات! ہیہات! اس بد بخت کا کام اپنی شقاوت و اوبار سے خاکساری و نگوں ساری، بت پرستی اور زنا و داری میں گذر چکا ہے اور اس بد بخت کے حق میں اس کی منافقت کی وجہ سے خلق کچھ اور گمان میں مبتلا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی شخص کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ بعد میں کسی کو کہتے سنا کہ یہ مرد اس شہر میں نیک نام تھا۔ ان بزرگ نے کہا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں اُس کی نماز جنازہ ادا نہ کرتا۔ لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں؟ ”فرمایا“ جب تک آدمی منافق نہیں ہوتا خلق میں نیک نام نہیں ہوتا۔“ اگر شہرت کے لحاظ سے دیکھیں تو دنیا میں شیطان اس مدبر سے زیادہ مشہور ہے۔ اے صدر بزرگوار! اسلام نہ تو یہ دین ہے کہ ہر ملوث اور ناشستہ رو کو اپنا جمال دکھاتا ہے۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (۶۷)۔ ایک جہاں ہے کہ اس کے در پر پڑا ہے۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (۶۸)۔ ایک عالم ہے کہ اس کی بارگاہ سے نکال دیا گیا ہے۔ دین کی صورت وہ نہیں ہے جیسا کہ خلق نے سمجھ رکھا ہے۔ وہ لوگ جو دیں پناہ میں ہر شے کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسی کہ وہ ہے اور حقیقتِ کار سے آگاہ ہوتے ہیں۔ بعضوں نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا عَدَمًا لَا وَجُودَ لَهُ (۶۹) اور بعض زُنَّار گلے میں ڈالے دیرمغاں میں چلے آئے۔ اور جب علم و عقل کو ایک جانب رکھ دیتے ہیں تو سبھی یہ کہتے ہیں۔

اُو علم نمی شنید لب بد بستم
اُو عقل نمی خسید دیوانہ شدم

(ترجمہ :- وہ علم کی بات نہیں سنتا اسی لیے میں نے اپنے لب بند کر لیے۔ وہ عقل کا خسہ یاد نہیں اس لیے میں نے دیوانگی اختیار کر لی)۔
با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار کا مفہوم بھی یہی ہے۔ اگر آج کوئی اپنی رسم و عادت کو اسلام کا نام دیتا ہے تو وہ اور بات ہے۔ اس کا جواب تو بس یہ مصرعہ ہے۔

فرویات کُند خمار کہ امشب مستی

(ترجمہ :- آج رات پی کر مست ہو گئے ہو تو کل خسار کی رحمت بھی اٹھانی پڑے گی)۔

جب مرگ کے دروازے پر پہنچو گے اور فَاكْشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ (۷۰) کا انکشاف ہوگا تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ دستار نقی یا زُنَّار، اخلاص تھا یا نفاق۔ صومعہ کا در تھا یا بت خانے کا۔

در کعبہ نمی دہند گر بار
 در بستکده یار برہمن باش
 (ترجمہ :- کعبے میں اگر رسائی نہیں تو بت خانے میں برہمن سے
 دوستی کرے۔)

فائدہ - ۱۲

مشائخ کے کلمات روئے زمین پر خدا کا شکر ہیں

اے بھائی! سمجھو۔ اپنے اور دو وظائف کی پابندی کرو۔ اور کسی حال ان میں کمی یا ان کا ترک مناسب نہیں۔ مشائخ کرام کی کتابوں اور ان کے مکتوبات کے مطالعے سے کسی وقت خالی نہ رہنا چاہیے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ جو کام مشائخ نے کیے ہیں وہ ہم سے ممکن نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے ارشادات کا پڑھنا ہمیں کیونکر فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ فرمایا ”مشائخ کے کلمات روئے زمین پر خدا کا شکر ہیں۔ اگر پڑھنے والا مرد ہے تو اسے بہادر مرد اور اگر نامرد ہے تو اسے مرد بناتے ہیں۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ زمانہ اگر ایسا ہو کہ اس میں کوئی بزرگ نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ فرمایا۔ ان کی کتابوں اور ملفوظات سے کم از کم ایک جزو روز پڑھ لیا کرو۔ اس بیت میں یہی اشارہ ہے۔

ہر کہ اد کھلے گرفت از خاک پیر

خواہ پاک و خواہ گونا پاک میر

(ترجمہ: جس کسی نے اپنے پیر کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنالیا وہ پاک مرے یا ناپاک کوئی فرق نہیں پڑتا)۔

اے بھائی! جو بھی زندہ ہے انہی کے سایہ دولت میں زندہ ہے۔ ان ہی کے کلمات کے فیضان سے زندہ ہے۔ اور جو ایسا نہیں ہے وہ مردہ ہے۔ اور نفس کافر کا قیدی ہے۔ یہی بات اس بیت سے مترشح ہے۔

روز و شب جاں میسکنی بے زاد و مرگ

زیستن می خوانی آنرا تو نہ مرگ

ماندہ آخر اسیرِ ننگ و نام
وانگہی کوئی کہ عمرم شد متام

(ترجمہ :- دن رات بغیر زاد و راحلہ کے زندگی گزارتے ہو اور اس کو جیسا کہتے ہو بہت
نہیں سمجھتے۔ تم تو زندگی بھر کے لیے ننگ و نام کے جال میں پھنس گئے ہو اور آخر کہتے ہو کہ
میری عمر تمام ہو گئی ہے۔)

آں برادر کہ جو تحریریں مل چکی ہیں انہیں مدام مطالعے میں رکھیں۔ اور مطالعہ بھی
اس طرح کہ بحضورِ قلب ہو نہ کہ رسم و عادت کے طور پر جیسے کوئی قصہ یا افسانہ پڑھ رہے
ہوں۔ یہ مطالعہ تنہائی میں ہو تو بہتر ہے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ اگر زمانہ ایسا ہو
کہ اس گروہ کا کوئی آدمی بھی میسر نہ آ سکے تو کیا کیا جائے؟ فرمایا۔ ہر روز ان کی تصنیفات
سے ایک جزو پڑھ کر دیکھو جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو لازماً چراغ ہی سے روشنی
حاصل کی جاتی ہے۔

از بخت بدم اگر فرد شد خورشید
از نورِ رخت ہما چراغے کیسدم

(ترجمہ :- اگر میری بدبختی سے سورج غروب ہو گیا ہے تو اے ماؤ میں نے تیرے
رُخ کے نور سے چراغ روشن کر لیا۔)

رسیدم من بدریاے کہ موجیں آدمی خوار است
نہ کشتی اندراں دریا نہ ملا حے عجب کار است

(ترجمہ :- میں ایک ایسے دریا پر پہنچا ہوں جس کی موجیں آدمی خوار ہیں۔ نہ
اس دریا میں کوئی کشتی ہے اور نہ ملاح۔ یہ ایک عجیب معاملہ ہے۔)

اس دریا کی کشتی عشق ہے۔ اور اس کا ملاح غنایت حق ہے۔ اس دریا میں
خوف و خطر گونا گوں ہیں۔ ایسے میں کیا ہو؟ مجھ بے چارے کے کلمات اگر پیش نظر

رہیں تو اُمید ہے کہ اس دریا کے تلام سے کہ جس کی موجیں آدم خور ہیں بہ سلامت
 پار اُتریں۔ اس دریا کو عبور کرتے ہوئے جو عقدہ بھی درپیش آئے ان کلمات سے اس کا
 حل طلب کیا جائے کہ اُن برادران کے معافی پر مطلع ہیں۔ ان کے قانونِ اشارت پر
 وقوف رکھتے ہیں۔ اس طرح تصور کیا جائے کہ یہ کلمات زبانِ کاتب سے ادا ہو رہے
 ہیں کیونکہ الْقَلَمُ أَحَدُ اللِّسَانِ (۹) اس دعا گو کی طرف سے جو
 کلمات اُن عزیز کو پہنچ چکے ہیں اور آئندہ پہنچنے کے سبب اس دعا گو کی زبان
 سے ادا ہوئے ہیں اور جو بات اس دعا گو کی زبان سے ادا ہوتی ہے اس کے دل کی
 آواز ہے۔ ہر بات جس کی زبان نے دعوت دی ہے دل اس کا داعی ہے۔ مَنْ
 يُطِيعَ اللِّسَانَ فَقَدْ أَطَاعَ الْقَلْبَ (۱۱) وَمَنْ يُطِيعَ
 الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (۱۲)۔ جب تم دیکھتے ہو کہ زبانِ قلب
 کی ترجمان ہے تو اس پر پوری طرح غور کرو اور خاطر جمع رکھو کہ بختِ بلند حاصل ہے۔
 اُن برادر نے ہمت کر کے کشتی دریا میں ڈال دی ہے خدا تم کو کامیاب کرے۔ اس دریا
 کے موتی غریزہ اور جواہر نایاب ہیں۔ اس کا غواص وہ عاشقِ صادق ہے جس نے اپنی
 جان کی بازی لگا دی ہے۔ یہ شناور می ہر کس و ناکس، بد ہیئت محنت اور شکم پرست
 کے جھٹے ہیں نہیں آتی۔ اس کی تہان پر خدا کی رحمت جس نے کہا ہے
 رَوَّابِزِیْ کُنْ کہ عاشقی کا رِ تونبست
 (ترجمہ : جا کھیل میں لگ جا۔ عاشقی سے تجھے کیا سروکار)۔

فائدہ - ۱۵

صاحبانِ ہمت اور طالبانِ حق کون کون جہاں کے اسیر نہیں

اے بھائی سنو! خواجہ یحییٰ معاذ رازی علیہ الرحمۃ نے خواجہ سلطان العارفین قدس سرہ الغریز کو لکھا کہ آپ کے ہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو ایک قطرہ پی کر مست ہو گیا ہے۔ سلطان العارفین قدس سرہ الغریز نے ترقیم فرمایا کہ یہاں ایک ایسا آدمی ہے کہ دریا کے دریا پی گیا اور ہل مَن مَزید کا لغزہ و فریاد بلند کرتا ہے۔ اس بیت میں یہی اشارہ بیان ہوا ہے۔

قطرہ کو غرقِ دریا بود
ہر د کو نش جز خدا سودا بود
(ترجمہ :- وہ قطرہ کہ دریا میں غرق ہوا اُس کے لیے سوائے خدا کے دونوں جہاں
خبط اور سودا ہیں)۔

اے بھائی! محبت تو آتشِ کبریت ہے اور محبوبوں کا دل خوابیدہ آتشکدہ ہے اگر سالس باہر نکالے تو ایک جہاں جل اُٹھے اور اگر سالس اندر رکھیں تو خود جلنے لگے۔ آفتاب کے عاشق کے جھٹے میں راحت نہیں رکھی گئی۔ کیا خوب وہ ہمت ہے جو اب دگل میں ڈال رکھی ہے۔ اے بھائی! صاحبانِ ہمت اور طالبانِ حق کون کون جہاں کے اسیر نہیں۔ کسی چیز کا دیکھنا اور سُنانا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ ایک صاحبِ ہمت کا کہنا ہے کہ

ہر کہ صاحبِ ہمت آمدِ مردِ شہ
ہمچو خورشید از بندیِ فردِ شہ

ہر کہ از ہمت وریں رہ آمدہ است
گر گدائی می کند شہ آمدہ است

(ترجمہ :- جو کوئی صاحب ہمت ہو اور دہوار سورج کی طرح بلندی میں کھڑے
روزگار ہو گیا۔ جس نے ہمت کے ساتھ اس راہ میں قدم رکھا اپنی بے سرو سامانی کے
باوجود مالک اس و آن ہو گیا)۔

ہمت کون و مکاں سے بے نیاز ہے۔ ہر وہ چیز جو کُن فیکُن
کی لپٹی کے تحت وجود میں آئی ہے۔ اور حدوث کا داغ رکھتی ہے اُسے راہ حق کے
لیے بت و زناں سمجھو۔ یا ہمت اُسے حقارت سے دیکھتا ہے۔ اُسے وہی سمجھتا ہے جو
اُس مردِ عارف نے کہا ہے :-

بے وصال تو جاں چہ کار آید
بے جمالت جہاں چہ کار آید

(ترجمہ :- تیرے وصال کے بغیر جان کا کیا حاصل۔ تیرا جمال نہ ہو تو یہ دنیا
کس کام کی)۔

دیکھو! اُس سالکِ راست رفتار مالکِ دینارِ حمزہ علیہ نے کیا مناجات
کی ہے۔ فرماتے ہیں ”بارِ خدا یا مجھے بہشت میں کیوں لے جاتا ہے جب کہ میں تیرے کوچے
ہی میں خوش ہوں۔ لے مالک! تو مجھے خاک کر دے اور بہشت کی بخشش اُن کے لیے روا
رکھ جو اس کے طالب ہیں“۔ اور دیکھو وہ مستِ استِ یزدانی عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ
علیہ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے ”یہاں کھانا اور پینا، وہاں کھانا اور پینا، حاشا و کلا
کھانے اور پینے میں سارے بہائم ہمارے ہم کاسہ ہیں۔ بڑے ہمت کہ مردوں کی صلا یہ ہے :-

سگِ دوں ہمت استخوان جوید
پنجہ شیر مغز جاں جوید

(ترجمہ: ہمت بہت کتا ہڈی کی تلاش میں سرگرداں ہے لیکن چنب شیر تو مغز
جاں کا متلاشی ہے۔

شاید تمہاری نظر اس ورق پر نہیں پڑی کہ اَعَدَدْتُ بِعِبَادِي الصَّالِحِينَ
مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ۝۴۱
اے بے ہمت یہاں آپ ومان کا کیا مقام۔ ایک عزیز کا کہنا ہے ”ایک لاکھ چوبیس
ہزار انبیاء کو خلق کے درمیان بھیجا۔ لیکن بے کانوں کے جھٹے میں آشنائی کا ایک فہ
بھی نہ آیا۔ اے کاش! خود حضرت جل شانہ اپنے عشق سے ایک ورہ بھیج دیتا تو کوئی بھی
نا آشنا نہ رہتا۔ اے بھائی مرکب عشق ایک ایسا مرکب ہے کہ ایک قدم میں دو عالم
سے باہر اور لامکاں میں جولاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

در عالم عشق اگر بکار آئی تو
در دفتر عشق در شمار آئی تو
جب بیل میں رکاب دار تو بود
بر مرکب عشق گر سوار آئی تو

(ترجمہ:۔ اگر تو عالم عشق میں کام کے لیے نکل آئے اور دفتر عشق میں تیرا نام
درج ہو جائے اور تو مرکب عشق پر سوار آئے تو جبریل میں تیرے رکاب دار ہوں
گے)۔

لیکن طالب میں بوجھ اٹھانے کی قابلیت چاہیے تاکہ ایک دن مطلوب کے در پر
اُس کی رسائی ہو۔ اس کی رہنڈر تو سر منزل دار ہے۔ اس دولت کا اس آسانی سے میسر
آنا مشکل ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

گر رہ گذر عشق تو بردار بود
آساں بود اے پسر نہ دشوار بود

از خارچہ پاک آید آزا کورا
مشتوق داش میسان گلزار بود

(ترجمہ :- اگر تیرے عشق کی رہ گزر سولی پر ہے تو لے بیٹھے یہ مرحلہ آسان ہے و شوار نہیں۔ جو یہ جانتا ہے کہ اس کا مطلوب گلزار کے درمیان ہے تو اسے جلا کانٹوں کا کیا ڈر)۔

مطلوب طالب سے دور نہیں ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا
كُنْتُمْ (۴۳) طالب کی دوری اس سبب سے ہے کہ وہ اپنے آپ سے مجرب
ہے۔ جب عشق ہستی کے پندار و خیال سے باہر آئے گا تو مطلوب کو عیاں پائے گا۔
چنانچہ کسی نے کہا ہے :-

مشتوق عیاں بود نمی دانستم
بامن بیاں بود نمی دانستم
گفتم بہ طلب مگر بجائے برسم
خود تفرقہ آں بود نمی دانستم

(ترجمہ :- مشتوق ظاہر تھا مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ وہ میرے اندر تھا مگر مجھے خبر نہ
تھی۔ میں نے کہا تھا کہ طلب کے ذریعے شاید منزل تک پہنچ جاؤں گا۔ یہ بات خود
تفرقہ کی تھی مگر میں واقف نہ تھا)۔

اے بھائی! سرمستوں کا اشتیاق اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
أَنْتَ أَنْتَ وَلَا غَيْرِي (۵۰) :-

عجب مدار ز باران عشق تخم محب
چو سبزہ از گل محمود دگر ایاز آید

(ترجمہ :- اس پر تعجب نہ کرو اگر باران عشق کے فیضان سے محمود کی مٹی میں بویا ہوا

بیچ ایاز کی طرح سبزہ بن کر اُگے۔

جَبْ تَمَّ الْمَحِبُّ مَحَوْنِي حُكْمُ الْمُحِبُّوبِ (۷۶) کی روش
 زندہ ہے اس کا حال بھی یہی ہے۔ جب تفسیرِ جمال کرتا ہے طرب اندوز ہوتا ہے اور
 جب تفسیرِ جلال کرتا ہے فریادگناں ہوتا ہے۔

مرا مگوی کہ سعدی چرا پریشانی

خیالِ روی تو ہر دم بھی کُنْدِ بَرَم

(ترجمہ :- مجھ سے یہ مت کہو کہ سعدی تیری پریشانی کی وجہ کیا ہے۔ ہر دم اُس کے
 روئے زیبا کا خیال میرا حال برا کرتا رہتا ہے)۔

فائدہ - ۱۶

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

اے بھائی! جان لو کہ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔ جس قدر ہو سکے کام میں لگے رہنا چاہیے۔ دست و زبان سے، قلم اور کاغذ سے، نقد و جنس سے دلوں کی راحت کا سامان کر دو اور اسے ایک کارِ عظیم سمجھو۔ دُنیا کے عیب اور دُنیا کے نشے اتنے ہیں کہ جلدوں کی جلدیں سیاہ ہو گئیں مگر ان کا بیان ختم نہ ہوا۔ بایں ہمہ دُنیا کا بس ایک ہی ہنر ہے کہ وہ مزرعہ آخرت ہے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں کتنی ہیں۔ فرمایا کہ ذراتِ موجودات میں ہر ذرہ خداوندِ جل و علا کی ایک راہ ہے۔ مگر کوئی راہ دلوں کو راحت پہنچانے کی راہ سے قریب تر مفید تر نہیں۔ ہم نے اُسے اسی راہ سے پایا ہے۔ اور اپنے مُریدوں کو بھی ہم اسی کی وصیت کرتے ہیں۔ ایک بزرگ کے اگے اسی مطلب کی ایک بات کہی گئی کہ شہر کا والی شب بیدار ہے اور کثرت سے نفل نمازیں ادا کرتا ہے۔ فرمایا بے چارہ اپنی راہ بھول گیا ہے اور دوسروں کا کام خود اختیار کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا اے شیخ! یہ بات کیوں کر ہوئی؟ فرمایا اس لیے کہ اس کے لیے راہِ سلوک یہ تھی کہ وہ گونا گوں نعمتوں سے بھوکوں کی ضیافت کرتا، تنگوں کو نوعِ بنوعِ کپڑے پہناتا، اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کرتا اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتا، نفل نمازیں اور شبِ بیداری تو درویشوں کا کام ہے۔ ہر شخص کو اپنے شایانِ شان کام کرنا چاہیے۔ ایک دِل شکستہ کا ڈھونڈ نکالنا اور ایک برباد دِل کا آباد کرنا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ تورات بھر جاگتا رہے۔ ہر چیز شکستہ ہو کر بے قیمت ہو جاتی ہے سوئے دِل کے۔ دِل جتنا شکستہ ہوگا اتنا ہی گراں قیمت ہوگا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام

نے مناجات کی اور فرمایا کہ "خداوند! میں تجھے کہاں پاؤں؟" جواب ملا اَنَا عِنْدَ الْمُسْكِرَةِ فَلَوْ بِهَذَا لَا جَلِي (۱)، شکستہ دلوں کے پاس ڈھونڈو کہہ خداوند کوئی دل ایسا نہیں ہے جو میرے دل سے زیادہ شکستہ ہو۔ فرمان ہوا کہ بس میں وہیں ہوں۔ لے بھائی! بہشت جو مخلوق ہے اُسے دنیا کے ساتھ نہیں پاسکتے تو بہشت کے خالق کو دنیا کے ساتھ پانا بالکل ناممکن ہے۔ اسی موقع کے لیے ہے کہ تمام عبادتوں کا سرچشمہ ترک دنیا ہے۔ تَرْكُ الدُّنْيَا مَرَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ (۲)، اور جب دنیا خلق کے لیے حجاب ثابت ہوئی تو اُسے الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَا فِيهَا ۝ کی لعنت سے واقف کیا۔ مگر ہاں خبردار کہ اسباب دنیا بقدر ضرورت طعون نہیں ہیں اور جو ضرورت سے تجاوز کر جائے اور خیرات و حسنات کی راہ میں صرف ہو وہ بھی طعون نہیں۔ اسی موقع کے لیے ہے۔

نیست دنیا بد اگر کاری کُنی

بہ شود گر عزم دین داری کُنی

(ترجمہ :- اگر تم کوئی نیک کام کرو تو دنیا بری نہیں ہے اور اگر دین داری کا قصد کرو تو اس سے دنیا بہتر ہو جاتی ہے)۔

اگر کسی کو مال و دولت حاصل ہو جائے اور اسے اپنی انسانی خواہشات راحت اور لذت پر صرف کر لے یا اسی میں پھنس جاتا ہے تو دنیا ملعون ہے۔ اسی مقام کے لیے ہے۔

گر دولت آگہ ز معنی آمد است

کار و نیت ترک دنیا آمد است

(ترجمہ :- اگر تیرا دل معنی سے آگاہ ہو گیا ہے تو تیرا کام اور تیری نیت ہی ترک دنیا ہے)۔

اے بھائی! بندے کا دل ہی منظورِ باری تعالیٰ ہے نہ کہ اُس کا ظاہر جیسا کہ
ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِكُمْ
وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ (۸۰) پس اگر ظاہر
بندہ دنیاوی اشغال میں غوث ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے دل کو کہ منظورِ حق وہی ہے دنیا
کی محبت سے خالی رکھے کیونکہ دنیا کی محبت دل کی آنکھ کا پردہ ہے جب دل اندھا ہو جاتا
ہے تو آخرت کے احوال اس سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبر آئے اور سب ہی نے کہا کہ حُبُّ الدُّنْيَا سَرَّاسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (۸۱)
پس دل میں اس کی محبت کا گھر کر لینا بُرا ہے۔ اگر دل میں اس کی محبت نہ ہو تو سارا عالم اس
کے دستِ قدرت میں ہے اور اس کی ملکیت ہو اور اسے کوئی خوف نہیں۔ دیکھتے نہیں کہ
سلیمان پیغمبر علیہ السلام کو سارے عالم پر بلا شرکتِ غیرے بادشاہی حاصل تھی مگر ان کے قلب
مبارک میں اس کی مطلق محبت نہ تھی اس لیے ساری دنیا ہیسا ہونے کے باوجود وہ خسرِ میل
زاد ہاں تھے۔ اگر کسی کا ہاتھ دولتِ دنیا سے خالی ہے مگر اس کے دل میں دنیا کی طلب و محبت
ہے تو یوں سمجھو کہ وہ دنیا میں غرق ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک عالم چار سو صنفِ وقوف میں سمانے والی
کتابوں کا علم اپنے سینے میں رکھتا تھا۔ سوائے علم کے بیان اور طاعت و زہد کے اُس کا
کوئی ذمیفہ نہ تھا۔ مگر اس کا دل دنیا کی محبت سے آلودہ تھا۔ اس دور کے پیغمبر کو
وحی کے ذریعے ہدایت کی گئی کہ اُس عالم کو بتائیں کہ اگرچہ تو نے روزِ شب طاعت میں
بسر کیے، چار سو صندوق کتابوں کا علم تجھے حفظ ہے مگر تیرا دل دنیا کی محبت سے آلودہ
ہے اس لیے تیری کوئی طاعت اور خدمت ہماری بارگاہ میں مقبول نہیں۔ کیا خوب
کہا ہے جس نے بھی کہا ہے۔

صد جہانِ علم با مفسنی بہم
دورخ آرد بار با دُنیا بہم

چوں زولِ دُنیا ت دُور اُسکندہ نیست
جائے توجہ آتش سوزندہ نیست

(ترجمہ: سینکڑوں جہانوں کا ظاہری اور باطنی علم حاصل ہونے کے باوجود دنیا کی محبت دوزخ ہی مہیا کرتی ہے۔ جب تک تیرے دل سے دنیا دُور نہ ہوگی تیرا ٹھکانہ آتش سوزاں کے سوا کچھ اور نہ ہوگا۔)

اے بھائی! واقعہ سخت ہے جو آج ہمارے درمیان آپڑا ہے۔ اگر کوئی طبیب کافر ہم سے کہے کہ فلاں چیز نقصان کرے گی نہ کھاؤ تو ہم اسے ترک کر دیتے ہیں اور نہیں کھاتے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران علیہم السلام آئے اور سب ایک زبان ہو کر کہا کہ حُبُّ الدُّنْیَا سَرَّاسُ كُلِّ خَطِیئَةٍ دُنْیَا کی محبت تمام خطاؤں کی جان ہے۔ مگر ہم میں سے کوئی بھی دُنْیَا سے ہاتھ نہیں کھینچتا۔ اور ہم رات دن دُنْیَا کی طلب میں مصروف ہیں پس بات یوں ہوتی کہ کافر طبیب نے جو کچھ کہا وہ تو ہمارے دل پر نقش ہو گیا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر جس بات کو کہتے رہے وہ ہمارے دل میں راسخ نہ ہو سکی۔ اب تم ہی بتاؤ یہاں ایمان کہاں ہے؟ مسلمان کہاں؟ کسی نے کہا ہے۔

ترک دُنْیَا گیسدا دینت بود

اَلْ بَدَہ از دست تا اینت بود

(ترجمہ: ترک دنیا اختیار کرو تا کہ تمہارا دین بن جائے۔ اُس سے ہاتھ دھو لو کہ یہ ہاتھ آجائے)۔

فائدہ - ۱۷

اولیاء اللہ میں تین سو پین ایسے ہیں جو ہمیشہ عالم سیر میں رہتے ہیں

اے بھائی! جان لو کہ چار ہزار اولیا چھپے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ اپنے جمال سے واقف نہیں۔ اپنے تمام احوال میں اپنے آپ سے اور خلق سے مستور ہیں۔ حدیث شریف میں آیا اور اولیاء کے سخن اسی پر ناظر ہیں۔ مگر جو اہل حل و عقد اور سر نہرگان و رگاہ حق ہیں وہ قین سو ہیں۔ انہیں اختیار کتے ہیں۔ چالیس دوسرے ہیں جنہیں ابدال کتے ہیں۔ سترہ دوسرے ہیں کہ جنہیں ابرار کتے ہیں۔ چار دوسرے ہیں جنہیں اوتاد کتے ہیں۔ پانچ اور ہیں جنہیں نجباء کتے ہیں۔ تین اور بھی ہیں جنہیں نقباء کہا جاتا ہے اور ایک وہ ہیں جنہیں قطب اور غوث کتے ہیں۔ یہ سب ایک دوسرے سے شناسا ہوتے ہیں اور کاموں میں ایک دوسرے کے محتاج۔ اس ضمن میں ایک روایت ہے کہ خواجہ ادیس قرنیؒ کو عالم بشریت میں مائیس کی شکل میں پوشیدہ رکھا گیا۔ سوائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی انہیں نہ پہچان سکا۔ قیامت کے روز جب ان کا حشر ہوگا تو سات ہزار فرشتوں کو ان کی صورت میں ظاہر کیا جائے گا تاکہ کوئی ان تک نہ پہنچ سکے۔ جہاں کہیں کہ ولی کی مملکت کا علاقہ ہوتا ہے اُس میں دروہرا ہوتا ہے اور یہ دروہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک سینے سے ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خبر دی کہ قیامت کے روز اہل سعادت سے کہا جائے گا کہ ”تم لوگ دارالسلام جاؤ اور ادیس قرنی سے کہو کہ آفتاب قیامت آج پورے جلال سے چمک رہا ہے آپ سایہ عرش میں آئیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مجرموں کی شفاعت کے لیے زبان کھولیں ہمارا حکم یہ ہے کہ قبیلہ“

ربیع و مضر کے بھیڑوں کے بالوں کے برابر محمدؐ کے گنہگاروں کو آپ کی شفاعت پر
 فردوس بھیجیں گے۔“ اولیںؑ جب تک اس دنیا میں تھے خلق سے اپنے آپ کو اس طرح
 چھپاتے رکھتے تھے کہ ان کے قبیلے میں ان سے زیادہ حقیر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ان کے قبیلے میں
 جہاں سب سے زیادہ سنگ باری ہوتی وہاں وہ خود کو ہدف بننے کے لیے پیش کر دیتے
 سارے لوگ ان کا مذاق اڑاتے اور ان کی سبکی کرتے۔ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے سینے میں ان کی (اولیںؑ) سعادت کی تختی اس طرح رکھی
 کہ اِنِّیْ لَا جِدُّ لِنَفْسِ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمِّنِ (۸۲)
 جب حضرت ہر مرزبن جہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ اولیںؑ کو دیکھا تو کہا
 یَا اَوَّلِیْنَ حَدَّثَنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا حِفْظَ مِنْكَ یَعْنِیْ لے
 اولیںؑ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائیے کہ میں آپ کے حوالے سے اُسے یاد
 رکھوں۔ فرمایا مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ لوگ مجھے گھیر لیں اور مجھے محدث اور مفتی بنا دیں
 میں اس سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہوں۔ مجھے تو معذور ہی رکھینے۔ ہمارے سینے میں یہ
 قصہ ہی محو کر دیا گیا ہے۔ حدیث بیان کرنے کی ہمت کہاں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 سے ایک ہرنے میرا دامن پکڑ رکھا ہے اور مجھے کبھی کسی کام کے لیے نہیں چھوڑتی۔ مجمع سائرین
 میں بیان ہوا ہے کہ خداوند عزوجل کے اولیا میں (۲۵۶) ایسے ہیں جو ہمیشہ عالم سیر میں
 رہتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک اس عالم سے کوچ کرتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے
 لیتا ہے۔ اس طرح ان کی تعداد (یعنی ۲۵۶) ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ یہ (۲۵۶) لوگ
 چھ طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ تین سو چالیس، سات، پانچ، تین اور ایک جو دنیا کے قطب
 ہیں جن کے وجود کی برکت سے یہ دنیا قائم ہے۔ اور اگر وہ دنیا سے اس حالت میں رحلت کر جائیں
 کہ کوئی ان کی جگہ لینے والا موجود نہ ہو تو دنیا میں آفت برپا ہو جاتی ہے قطب جب اس عالم سے
 کوچ کر جاتے ہیں تو تین افراد والے گروہ میں سے ایک ان کی جگہ لیتا اور پانچ والے گروہ سے

ایک فروتین فرو والے گروہ میں سات فرو والے گروہ میں ایک پانچ فرو والے گروہ ہیں، چالیس
 فرو والے گروہ سے ایک سات فرو والے گروہ میں اور تین سو کے گروہ میں سے ایک فرو چالیس
 والے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ پھر جملہ خلایق میں سے ایک تین سو والے گروہ میں شامل ہو کر
 اس تعداد کو پورا کرتا ہے۔ اس طرح یہ (۲۵۶) ادیا۔ ہر وقت سارے عالم میں مصروفِ کار
 ہیں تاکہ ان کی برکت ہر سو جاری و ساری رہے۔ وہ اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ کوئی انہیں
 پہچان نہیں سکتا۔ بظاہر وہ عام لوگوں کی طرح جیتے ہیں مگر باطن میں خدا کے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ
 محبت ولایت اور معانی کا تعلق ان کے باطن سے ہے ظاہر سے نہیں انہیں کمال قدرت حاصل ہے
 مٹی ہوا پانی آگ صحر اور پہاڑ ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتے۔ وہ اگر مشرق میں ہیں تو اہل
 مغرب کو دیکھ رہے اور اُن کی باتیں سن رہے ہوتے ہیں۔ اور مغرب میں ہوتے ہیں تو اہل مشرق
 کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ خشکی تری پہاڑ اور جبل سب ان کی نظروں میں ایک ہیں۔ وہ ہلکے جھپکے
 میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق پہنچ جاتے ہیں۔ ایک ساعت میں عرش پر جا پہنچتے
 اور وہاں سے لوٹ آتے ہیں۔ اسی طرح کی اور باتیں ہیں۔ اُن کی صفت سنو۔

صاحبِ خبداں کہ عالمِ دل دارند

در نکتہ غیب محرم اسرارند

در آئینہ صفائے شاں رنگِ نیست

زاں روئے ز نقشِ دین حق بیزارند

(ترجمہ :- وہ صاحبانِ خیر جو عالمِ دل کے مالک ہیں غیب کے نقطہ کے رازوں سے واقف

ہیں۔ اُن کے دل کے صاف آئینے میں کوئی رنگ نہیں اسی لیے وہ حق کے سوائے ہر

نقش سے بیزار ہیں)۔

فائدہ ۵-۱۸

سالک جب تک عالم ناسوت، ملکوت، جبروت

اور لاہوت سے نہیں گذرتا مقصود کو نہیں پاتا

اے بھائی! سمجھ لو کہ جب تک سالک عالم ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت سے نہیں گذرتا مقصود کو نہیں پاتا۔ جب تک ان میں سے ایک عالم سے گذر نہیں جاتا دوسرے عالم تک رسائی نہیں ہوتی۔ عالم حیوانیات کو ناسوت کہتے ہیں۔ ناسوت نفس کی صفت ہے جو مذموم ہے۔ اس منزل کا ہر فعل حواسِ خمسہ سے ہوتا ہے جیسے کھانا پینا پہننا، دیکھنا، سُننا، چکھنا، سونگھنا۔ جب مرید ریاضت و مجاہدات کی بدولت اس عالم سے گذر جاتا ہے تو عالم ملکوت میں پہنچتا ہے۔ یہ فرشتوں کا مقام ہے۔ اس منزل کے افعال تسبیح، تہلیل، رکوع، سجود، قیام و قعود ہیں۔ یہ صفات قوتِ عاقلہ کی ہیں۔ اور سب حمیدہ ہیں۔ اور سالک جب اس منزل سے ایسا گذرتا ہے کہ وہ اپنے افعال کو نگاہ میں نہیں لاتا تو عالم جبروت میں قدم رکھتا ہے۔ یہ عالم روح کی خاص صفات کا عالم ہے۔ اس منزل کا کام ذوق و شوق، طلب، وجہ، سکر و صحو ہے۔ اس عالم کا حاصل ذاتِ اقدس سے قربت ہے اور جب سالک ان صفات سے محروم ہو جاتا ہے تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے۔ جہاں وہ حجابِ ذات کی صفات سے مشغول ہو جاتا ہے۔ اَنْتَ اِلٰی سَرَابِکَ الْمُنْتَهٰی (۱۳)۔ اور وہ لامکان ہے۔ وہاں نہ گفتگو ہے نہ جستجو۔ جب یہ بات واضح ہو گئی تو اب اے بھائی! سمجھ لو کہ آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حریص مؤلغ بمعنی حریص گراویں بندہ، دوسرے

نائبِ مُستندی اور تیسرے عارفِ منتہی۔ حریصِ مَوَلَعِ موت کو یاد نہیں کرتا اگر کرتا بھی ہے تو اپنی دنیاوی حالت پر افسوس کرتا اور اُس کو سدھارنے کے لیے مشغول ہو جاتا ہے۔ موت کا ذکر ایسے آدمی کو خدا سے دور کرتا ہے۔ مگر نائبِ مُستندی موت کو بہت یاد کرتا ہے تاکہ اس کے سبب سے اس کے دل میں خوفِ خشیت پیدا ہو اور توبہ پر پورا تمام و کمال فائز رہے۔ لیکن عارفِ منتہی موت کو ہمیشہ یاد کرتا ہے۔

عربی عبارتیں جو کتاب میں آئی ہیں اُن کا اردو ترجمہ اور حوالے

نشان سلسلہ	عربی عبارات	ترجمہ	حوالہ
۱	يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ	اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔	سورہ مائدہ آیت (۵۴)
۲	أُولَٰئِكَ نَحْتَفِئُهُمْ لَا يَعْرِفُهُمْ سِوَايَ	میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں سوائے میرے انھیں کوئی نہیں پہچانتا۔	حدیث قدسی
۳	لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْتَعِي فِيهِ مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ	اللہ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے۔	حدیث رسول
۴	لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْآفَلَاقَ	تم مقصود نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔	۱۱
۵	أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بِأَيْدِيهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ	میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں جس کی تم پیروی کرو گے میرا پاؤں گے۔	۱۲
۶	وَاللَّهُ الْمَوْفِقُ لِأَحْوَالٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ	اللہ توفیق دینے والا ہے بلند و بزرگ اللہ کی معیت کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔	دُعائیہ کلمہ
۷	يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَلَّى اللَّهَ قَلْبًا سَلِيمًا	جس دن (قیامت کے دن) نہ تو مال نہ بچاؤ نفع پہنچائے گا اور نہ بیٹے مگر جو کوئی	سورہ الشعراء آیت (۸۸)

۸	مَنْ قَتَلَهُ فَإِنَّا دَيِّتُهُ	قلبِ سلیم کے کر اللہ کے حضور آئے۔ جسے میں نے قتل کیا میں ہی اُس کا خون بہا ہوں۔	حدیثِ قدسی
۹	الْقَلَمُ أَحَدُ اللَّسَانِينَ	قلم و زبانوں میں ایک زبان ہے۔	ضرب المثل
۱۰	إِنَّ لِلَّهِ جَنَّةً لَيْسَ فِيهِمَا حُورٌ وَلَا قُصُورٌ يَتَجَلَّى رَبُّنَا	اللہ کے پاس ایسی جنت ہے جس میں حور و قصور نہیں ہیں بلکہ ہمارا رب تبسمِ مست سے تجلی فرماتا ہے۔	قولِ صوفیاء
۱۱	لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا	اُن کے واسطے جنت فردوس ہے جہاں میسمانی ہوگی۔	سورہ کہف آخری رکوع
۱۲	وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا كَاشَتَهُمْ	ان کے اور ان کے مرغوبات کے درمیان پردہ حائل کیا گیا۔	سورہ السبا آیت ۵۲
۱۳	وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ	مجھ کو رسوا نہ کر جس دن لوگ زندہ اُٹھائے جائیں گے۔	سورہ اشعرار آیت ۸۷
۱۴	وَبَدَّالَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ	اور اللہ کی طرف سے ان پر ظاہر ہو جائے گا وہ کچھ جو وہ گمان نہ کرتے تھے	سورہ الزمر آیت ۲۷
۱۵	نَمْ نَوْمَةَ الْعَرُوسِ	دلہن کی نیند سو	حدیثِ رسول
۱۶، ۱۷	وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ	اور وہ اللہ مرنے سے زندہ نکالتا اور وہ زندہ سے مردہ نکالتا ہے۔	سورہ الروم آیت ۱۹
۱۸	لَهُمُ الْبُشْرَى	ان کے لیے خوشخبری ہے۔	سورہ الزمر آیت ۱۷
۱۹	لَا بُشْرَى يَوْمَئِذٍ	اُس دن ایسی قیامت میں مجرموں	سورہ الفرقان آیت ۲۲

	لِلْمُجْرِمِينَ۔	کے لیے کوئی خوشخبری نہیں ہے۔
۲۰	سَيَمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ۔	تم اُن کے چہروں پر سجدوں کی چمک دیکھو گے۔
۲۱	يَعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ سَيِّمَاهُمْ	مجرمین پہچانے جائیں گے اپنے چہروں
۲۲	إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ	بے شک اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔
۲۳	يَسْأَلُ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ۔	ناگہ اللہ پوچھے صادقوں سے اُن کے صدق کے بارے میں۔
۲۴	وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ۔	اور ہم آچھونچے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے۔
۲۵	إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ۔	بے شک تجھ پر میری لعنت ہے روزِ جزا تک۔
۲۶	فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرَكْهُ يَلْهَثْ۔	پس اُس کی مثال اُس کتے کی ہے جس پر اگر تو بوجھ لا دے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے۔
۲۷	التَّائِبَ عَنِ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔	گناہ سے توبہ کرنے والا ہے ایسا جس پر کوئی گناہ نہیں۔
۲۸	الْفَضْلَ لِمَنْ فَضَّلَهُ اللَّهُ لَا بِأَلْعَمَلِ وَلَا بِالْجَوهرِ۔	فضیلت اُسے جسے اللہ فضیلت سے نہ تو یہ عمل سے ہے نہ ذاتی جوہر سے۔
۲۹	وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ	اور اپنی خطاؤں کی مغفرت چاہوں۔

سورۃ الفسح آیت ۹

سورۃ الرحمن آیت ۲

سورۃ النمل آیت ۲

سورۃ الاحزاب آیت ۲

سورۃ الفرقان آیت ۲

سورۃ ص آیت ۸

سورۃ الاعراف آیت ۶

حدیث رسول

قول بزرگان

سورۃ مؤمن آیت ۵۵

سورۃ محمد آیت ۱۹

۳۱	لَا صَغِيرَةً مَعَ الْإِصْرَاءِ وَلَا كَبِيرَةً مَعَ الْإِسْتِغْفَارِ -	اصرار سے صغیر گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور استغفار سے کبیرہ گناہ باقی نہیں رہتا	روایت
۳۲	لَا وَحْشَةً مَعَ اللَّهِ وَلَا رَاحَةً مَعَ غَيْرِ اللَّهِ -	اللہ ساتھ ہو تو تنہائی نہیں ہے اور غیر اللہ کی معیت میں راحت نہیں ہے۔	قول بزرگوار
۳۳	لَا زُرْحَنِي الْعَرْشُ لِمُحَقَّةٌ	اگر عرش میری راہ روکے تو اسے مٹا دوں	۱۱
۳۴	وَلَوْ أَقْبَلَنِي الْكَوْنَانِ لَهْدُمُهُ	اور اگر کوین میرے سامنے آتے تو اسے بھی ڈھا دوں۔	
۳۵	يَا دَاوُدُ إِذَا رَأَيْتَ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا -	اے داؤد جب تم میرے کسی طلب گار کو دیکھو تو اس کے خادم بن جاؤ۔	توریت کی روایت
۳۶	وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا -	اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔	سورۃ النساء آیت ۱۶۴
۳۷	إِصْبِرْ وَاصْبِرْ وَلَا تَلْوَ	تھکا صبر کر دُل جل کر صبر کر دُل باہم بٹا	سورۃ آل عمران
۳۸	وَأَقُولُ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -	قائم رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔	آخری آیت
۳۹	وَنَفَعْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي -	اور چھوٹی اُس میں روح اپنی سے۔	سورۃ ص آیت ۷۲
۴۰	بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ -	بلکہ وہ باغزت بندے ہیں۔	سورۃ الانبیاء آیت ۲۶
۴۱	فَقَعُودُ الْكَافِرِ سَاجِدِينَ -	پس گر پڑو اُس کے آگے سجدے میں۔	سورۃ ص آیت ۷۲
۴۲	قُلِ الشُّرُوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي -	آپ کہہ دیجئے کہ روح اللہ کے امر سے ہے۔	سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵
۴۳	إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ -	اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔	حدیث رسول
۴۴	وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ -	تم دونوں اُس درخت کے پاس نہ جانا	سورۃ البقرۃ آیت ۳۵

۴۴	اِهْبِطْ مِنْهَا -	اُس سے نیچے اتر جاؤ۔	سورۃ بقرہ آیت ۳۸
۴۵	وَعَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ -	آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بہک گیا۔	سورۃ طہ آیت ۱۲۱
۴۶	خَلَقْتُ بِيَدَيَّ -	میں نے اُسے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔	سورۃ ص
۴۷	اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَىٰ يَابُهَا -	میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔	حدیث رسول
۴۸	يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ -	اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔	سورۃ ابراہیم آیت ۲۷
۴۹	اِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ -	اللہ جو چاہتا ہے اُس کا حکم دیتا ہے۔	سورۃ مائدہ
۵۰	اِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ -	بے شک اللہ نے آدم کو برگزیدہ کیا۔	سورۃ آل عمران آیت ۳۶
۵۱	مَا صَبَّ إِلَهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُ فِي صَدْرِي اِلَيَّ بَكْرًا -	اللہ نے کسی چیز کا دھارا میرے سینے میں نہیں بہایا مگر میں نے ابوبکر کے سینے میں بہا دیا۔	حدیث رسول
۵۲	هَذَا اِنْكَ تَدِيْمٌ -	یہ تیرا جھوٹ ہے۔	سورۃ اتحاف آیت ۱۱
۵۳	اِلَّا رَادَّةً تَرْكُ الْاِسْرَادَةَ -	مگر یہ ہونا اپنے ادا دے کا ترک کرنا ہے۔	قول بزرگان
۵۴	مَنْ يَطْعُ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللَّهَ -	جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی۔	سورۃ النسا آیت ۸۰
۵۵	وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ -	اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔	سورۃ بنی اسرائیل
۵۶	كَلِمَاتٍ عَلٰى قَدْرِ عَقُولِهِمْ -	لوگوں سے اُن کی عقل کے معیار پر کلام کرو۔	قول بزرگان (ماخوذ از قرآن)
۵۷	اَلْدُّنْيَا سَاحِرَةٌ -	دنیا ساحرہ (جادو گرئی ہے)۔	قول بزرگان

۵۸	الْعَيْنُ حَتَّىٰ آتَىٰ ثَابِتٌ أَثَرَهَا -	نظر برحق ہے اُس کا اثر ثابت ہے۔	مقولہ
۵۹	إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ -	جب فقر کامل ہے تو پھر اللہ ہی اللہ ہے۔	قول صوفیاء
۶۰	الِشَّغَالُ بِالْعُلُومِ الشَّرِيعَةِ وَالصَّلَاةِ النَّوَافِلِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ أُمُورٌ حَسَنَةٌ وَلَكِنْ شَأْنُ الطَّالِبِ شَأْنٌ آخِرٌ -	شرعی علوم، نفل نمازوں اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا اچھے کام ہیں لیکن طالب کی شان کچھ اور ہے۔	ر
۶۱	يُسْمَعُ وَلَا يُرَىٰ -	سنا تو بہت لیکن دیکھا کچھ نہیں۔	قول بزرگاں
۶۲	إِنَّ فِي الْخَبْرِ مَعْنَىٰ لَيْسَ فِي الْعَنْبِ -	شراب میں جو بات ہے وہ انگور میں نہیں۔	کہادت
۶۳	وَالنَّاسُ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبَ -	عاشقی میں لوگوں کی اپنی اپنی راہیں ہیں۔	کہادت
۶۴	خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ	دنیا اور آخرت دونوں کھو یا۔	کہادت
۶۵	شَرَّ النَّاسِ مَنْ أَكَلَ وَخَدَّهٖ لَا يَمْسَسُهُ إِلَّا الْمَطِيرُونَ -	وہ آدمی بُرا ہے جو تنہا کھائے۔	کہادت
۶۶	لَا يَمْسَسُهُ إِلَّا الْمَطِيرُونَ -	اُسے سوائے طساہروں کے کوئی نہیں چھوتا۔	سورۃ واقعہ آیت ۷۹
۶۷	مَا يُؤْمِنُ الْكَثَرُ مِنْهُمْ بِاللهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ -	اُن میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ وہ مشرک ہیں۔	سورۃ یوسف آیت ۱۰۶
۶۸	اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا عَدَمًا لَا وَجُودَ لَهُ -	اے اللہ ہمیں اس طرح معدوم کر دے کہ جس کا وجود ہی نہ ہو۔	قول بزرگاں
۶۹	فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ -	پھر ہم تیری آنکھ سے پردہ ہٹا دیں گے	سورۃ ق آیت ۲۲

- ۷۰ مَنْ يُطِيعِ اللِّسَانَ فَقَدْ أَطَاعَ الْقَلْبَ۔ جس نے زبان کی اطاعت کی اُس نے دل کا کہا مانا۔ کہا دست
- ۷۱ وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ سورۃ النساء
- ۷۲ أَعَدَدْتُ بِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے کچھ ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ تو آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں اُن کا خیال گزرا ہے۔ حدیث قدسی
- ۷۳ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ تم جہاں بھی ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ سورۃ حدید آیت ۴
- ۷۴ أَنْتَ أَنَا وَلَا غَيْرِي۔ ہم تم ایک ہیں غیر نہیں ہیں۔ مقولہ
- ۷۵ الْمَحِبُّ مَحْرُوفٌ حُكْمُ الْمُحِبِّ مَحْبُوبٌ حُكْمُ مِيں عاشق گم ہے۔ مقولہ
- ۷۶ أَنَا عِنْدَ الْمُسْكِرَةِ قُلُوبِهِمْ لِأَجَلِي۔ میرے لیے جن کے دل ٹوٹے ہیں انہی کے قریب ہوں۔ حدیث قدسی
- ۷۷ تَرَكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ۔ ساری عبادتوں کا سرچشمہ ترک دنیا ہے۔ قولِ صوفیاء
- ۷۸ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَا فِيهَا۔ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے۔ قولِ صوفیاء
- ۷۹ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ۔ بے شک اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ حدیث رسول

۸۰	حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ۔	دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔	حدیث رسولؐ
۸۱	إِنِّي لَأَجِدُ نَفْسَ الرَّحْمَنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ۔	البتہ میں پاتا ہوں رحمن کی خوشبو یمن کی طرف سے۔	حدیث رسولؐ
۸۲	أَتَى إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى۔	بے شک تیرے رب کی طرف منتہا ہے۔	سورۃ النجم آیت ۴۲

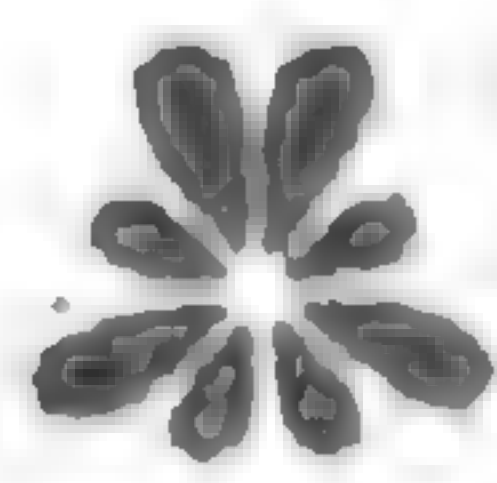
سُلطانِ تحقیقین حضرت مخدومِ جہان شاہ شریف ہالندین احمدی امیری

۲۰۰
لکے دوستو نادرونایا پ خطوط مبارک کا اعلیٰ اردو ترجمہ

مکتوبات صدی

مترجم

حکیم سید شاہ قسیم الدین احمد شرفی فردوسی مدظلہ



تصحیح و ترتیب نو

سید محمد سیف الدین فردوسی



سیرت فاؤنڈیشن

اسلامی علوم و فنون کا تحقیقی و اشاعتی ادارہ

۸۵۵۔ این۔ سمن آباد۔ لاہور

نورِ واحد

سَالکَانِ طَرِیقَتِ کَلِمَہِ خَریۓ مَعْرِفَتِ کَلِیدِ مَنَازِلِ فِطَر



تَالِیفُ وَتَصْنِیفُ

خَادِمُ الْفُقَرَاءِ بَنْدَہُ ہِکَادِی

حَضْرَتِ پیرِ غلامِ مُحَمَّد صَابری حِشْتِی قَادِرِی نِظَامِی عَآرِفِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ



سیرت فاؤنڈیشن

۸۵۵۔ این۔ سمن آباد ○ لاہور

مطبوعات

سیرت فاؤنڈیشن

اسلامی علوم و فنون کا علمی و تحقیقی ادارہ

۱۵۰/-	مجلد قیمت	۱۵۰/-	حضرت سید عبدالکریم جلی اردو ترجمہ مولانا قاضی حیدر کاظمی کاکوی	الکھف و الریم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۵۰/-	مجلد قیمت	۱۵۰/-	حضرت علامہ حبیب الرحمن خیری	اللہم صل علی محمد
۷۵/-	مجلد قیمت	۷۵/-	حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی شرح و اردو ترجمہ مولانا عبداللہ کاکوی	کبریت احمر (درود پاک)
۲۰/-	مجلد قیمت	۲۰/-	حضرت سید ابوالفیض قاسم علی سہروردی	جمال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۶۵/-	مجلد قیمت	۶۵/-	پروفیسر حمید احمد خان	اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵/-	مجلد قیمت	۲۵/-	اردو ترجمہ حکیم شاہ فہیم الدین احمد شرفی فردوسی	مکتوبات صدی حضرت شیخ شرف الدین احمد بک منیری
۱۵۰/-	مجلد قیمت	۱۵۰/-	اردو ترجمہ مولانا قاضی احمد عبداللہ شاہ قادیانی	یازدہ رسائل حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز
۱۰/-	مجلد قیمت	۱۰/-	اردو ترجمہ سید بن علی نظامی	خاتمہ ترجمہ والہ بربین حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز
۷۵/-	مجلد قیمت	۷۵/-	اردو ترجمہ محمد معشوق حسین خان سلطانی	فوائد خواجہ بندہ نواز حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز
۱۲۰/-	مجلد قیمت	۱۲۰/-	احمد قادری خوشحالی	نذرہ حسین منضو و علاج حکیم سید امین الدین احمد قادری خوشحالی
۵۰/-	مجلد قیمت	۵۰/-	حکیم امین الدین احمد قادری خوشحالی	تجلی ہجویر حیات و سلیمات حضرت لاجپت بخش
۳۶/-	مجلد قیمت	۳۶/-	اردو ترجمہ حکیم نیاز احمد صابری	اسرار حقیقی مکتوبات حضرت خواجہ ابن امین امیر ہشتی
۳۰/-	مجلد قیمت	۳۰/-	صابری و تادری	نظام توحید حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری و تادری
۲۵/-	مجلد قیمت	۲۵/-	سید ابوبکر	مقصود کائنات امام الکلامین و المحققین علامہ حافظ محمد الیوب دہلوی

سیرت فاؤنڈیشن

۸۵۵ - اینے - سمنے آباد - لاہور

تفصیل دیکھو دیکھو

دربار مارکیٹ - گنج بخش روڈ - لاہور

سیرت فاؤنڈیشن کی دیگر کتب تصویف



واحد تقسیم کار

در بار بک شاپ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ • لاہور

فون: ۳۶۶۶۲۲